

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226238

UNIVERSAL
LIBRARY

وَعَلَىٰ السَّبِيلِ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ
 چونکہ برخلاف اس آیت کے مدلول

مطابق بعضی و التزمی کے کہ راہ حق کا اوسط اور اقرب اور اسہل ہونا ہے اس وقت
 منجملہ شعبہ اس راہ کے تصوف میں سبب مختلفہ سے اذراط و تقریبات و تطویل و تخلیط
 اور تضییق و تشبیط ہو گئی جو ان امور کی اصلاح کیلئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب
 حنفی چشتی کا یہ مفید رسالہ ہے

سبب
قصائد
 حزن
بین جاہلی
 در تصوف موانع و مہلکات

جس میں تصوف کے اوسط ہونی کو ایسا دکھایا گیا ہے کہ نلو و فساد و عقیدہ کا نشان نہیں
 رہا اور اقرب ہو نی کو ایسا ظاہر کیا جو جس سے طالبین کی مایوسی کا احتمال مرتفع
 ہو گیا اور اسہل ہو نی کو ایسا نمایاں کیا ہے جس سے کم ہمت اور کم فرصت لوگوں کی

بھی ہمت بلند ہوتی ہے

علی گڑھ رتی پریس میں طبع ہوئی

سبب

تہذیب و مضمائین خمسہ تصوف بلقب بہ بیخ حاسبطنہ

بعد حمد و صلوات اس مجموعہ میں اصل مقصود رسالہ قصداً سبیل اس کی تازہ اشاعت کے وقت یہ خیال ہوا کہ اس کے ساتھ بعض اور بھی ضروری اور مفید اور مختصر مضامین ملحق کر دیئے جائیں تو ظالمین کو فائدہ تامہ ہو ان کا مفید اور مختصر ہونا تو ظاہر ہے اور ضروری اس لئے ہیں کہ مشغول بال طریق کو جسکے لئے قصداً سبیل دستور العمل ہے بعض اوقات مقصود غیر مقصود کے غلط سے تشویش ہو جاتی ہے جو مانع عمل ہو سکتی ہے اسکے لئے دو رسالے جو روح ہیں فن کے معنی ایتم فی السم والظلم فی السم نافع ہیں اور بعض اوقات ناواقف سے شیخ کے مواعظ پر شبہ تشدد کا ہو جاتا ہے جو اعظم اسباب ہے حیران کا اس لئے حضرت شیخ محی الدین بن السمری رحمہ اللہ کے ایک رسالہ سے جو مستظلاً بھی مع ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔ بعض ضروری ذرائع منصبی شیخ کے منتخب کر کے ملحق کر دیئے گئے تاکہ طالب شیخ کو ان معاملات کا مستحق سمجھ کر شہادت سے محفوظ رہے اور بعض اوقات قلت رسالات سے ناامنی یا عام غلابی کے ضروری حقوق معاشرت میں کوتاہی کر نیسے بعض ایسے معاصی کا ارتکاب ہو جاتا ہے جن کا احساس بھی نہیں ہوتا اور معاصی کو مقصود سلوک میں نخل ہونے میں خاص دخل ہے اس لئے رسالہ آداب المعاشرت نیز الوقوع عادات کے متعلق بعض آداب درج کر دیئے گئے اب یہ مجموعہ طریق باطن کی بصیرت اور ادراک تام کے لئے ایک ممتاز درجہ کا آئہ ہو گیا ہے اور اس کی اس خاصیت اور ندرت و اجزایر نظر کر کے اس کا لقب بیخ حاسبطنہ مناسب معلوم ہوا اللہ تعالیٰ اس کو نافع فرمادے۔ فقط ۵ رجب ۱۳۵ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله الذي هو المولى الجليل: وعليه تنتهي قصدا سبیل: والصلوة والسلام على سيدنا محمد نبيه الذي ليس له في الكمال عدیل: وهو نزلك السبیل خیر دلیل تو علیہ و احبابہ الباذین انفسهم و اموالهم فی الله من کل کثیر و قلیل المبلغین للآیات و الروایات صحیحہ و ذیل ذلیل:

آتا بعد یہ چند ہدایات نہیں مختصر مختصر کر بہت ضروری کچھ مضامین سلوک کے مذکور ہیں جنکے قلمبند کرنے کی وجہ صرف یہ ہوئی کہ اکثر لوگوں کی طبیعت میں اس کا فرق ہوتا ہے لیکن بعضے تو نادانہی طریق سے اغماظ و ضلالت میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور بعضے کو اغلاظ سے محفوظ رہیں مگر عدم معرفت مقصود سے ان اشعار کا مصداق بن جاتے ہیں

یک سجدہ پر نان ترا بر نسرق سسر	تو بھی جوئی لب نان در بد
ناز انھے مہیاں جوئے آب	وز عطش و ز جوع گشت تنی خراب

اسنے طریق و مقصود دونوں کی توضیح و تفسیر اہل اہل و اخص و جوہ ضروری بھی گئی اسکے قبل ایک وقت میں بعض صاحبوں نے اس کی تراش بھی کی مگر اس وقت یہ مہنت ذہن نہ آئی تھی اس لئے عذر کر دیا گیا تھا اب اس کا وقت آ گیا ہے چند ان مضامین کا یہ چیزیں ہیں گو ہر مضمون میں تصریح دلیل و توجیہ استدلال بوجہ تطویل کے ترک کر رہی گئی۔ کتاب المدخل و عناصر نہ سائنس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحقیقات ائمہ فن۔ ملفوظات اپنے شیوخ رحمہ اللہ تعالیٰ کے علوم مہمومہ حق تعالیٰ کے ائمہ تعالیٰ اسکے نام سب طرح اہل سلوک کیلئے مقصود و تحقیقی تک پہنچنے کا مختصر اور موصل طریق بنا دیں

لے تو عدم معرفت مقصود و معنی مقصود نہ پہنچانے سے ۱۲ سے معنی ان شعروں کے یہ ہیں کہ آیا۔ تو گوارا بیٹوں کا تیرے سر پہ ہے اور تو در بدر ایک ایک ٹکڑا دٹی کا کھٹا پھر تاہو اور کھٹنے تک پانی کی ندی میں کھڑا ہے مگر ہوگا او میاس سے تباہ حال ہے ۱۲ سے بہت سہل ۱۲ سے صاف طور سے بیان کرنا شہ تصوف کے المومنی جی یا میں ۱۲

اور مجہ آوارہ کو بھی اچھے ٹوکا نے لگا دیں و سنا ذالک علی اللہ بعض یز

ہدایت اول سلوک جس کو عزت میں تصوف کہتے ہیں اس کی حقیقت یہ

ہے تعمیر الفاہم و الباطن یعنی ظاہر و باطن کو آراستہ و مہمور کرنا ظاہر کو اعمال صالح

صوریہ سے اور باطن کو عقائد حقہ و اخلاق باطنہ مثل اخلاص و شکر و صبر و زہد و تواضع

وغیرہ سے اس کا ایک مرتبہ تو یہ ہے اور دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ مرتبہ اولی کے ساتھ

ظاہر کو طاعت غیر ضروریہ میں اور باطن کو دوام ذکر میں بھی مشغول کرنا مرتبہ اولی

کی تفصیل ہر مسلمان پر فرض نہیں ہے اور اس کیلئے دو چیزوں کی حاجت ہوتی ہے

اہتمام بھی ضرور ہو گا۔ ایک بقدر ضرورت علم دین حاصل کرنا خواہ پڑھ کر خواہ علماء سے

پوچھ پوچھ کر اور پڑھنا بھی خواہ عربی میں ہو یا فارسی میں خواہ اردو میں۔ احقر نے ایک

رسالہ "بشیر زیور شائع کرایا ہے وہ اور رسالہ صفائی معاملات اور تیسرا باب مفتاح الجنہ کا

یہ ضروریات روز مرہ کیلئے کافی ہیں۔ دوسرے علم پر عمل کر نیکی ہمت قومی رکھنا کہ تقاضا

یا ایست خلق سنگ راہ نہویہ تو مرتبہ اولی کا بیان ہوا اور دوسرا مرتبہ مندیوب ہے اور

اکثر عرف میں ابھل اسی کو تصوف اور رویشی کہتے ہیں لیکن اگر دوسرے مرتبہ میں مشغول

ہو نیسے کوئی ضروری طاعت مرتبہ اولی کی فوری یا ضل پذیر ہو جاوے تو پھر اس میں مشغول

ہونا تو ہرگز وغیرہ شہر و سہ ہو جاوے گا۔ جیسا بعض نادان کرتے ہیں کہ بیوی بچوں کو بھوکا

ننگا چھوڑ کر درویشی کا دم بھرتے ہیں۔

ہدایت دوم صحیح ترتیب سلوک مرتبہ دوم کی یہ ہے کہ اول گناہوں سے توبہ

خالصہ کرے اور کچھ عبادات واجبہ نماز وغیرہ اس کی نوت ہوئی ہیں تو ان کو نضا کر لیں

کر دے اور اگر اس کے ذمہ کچھ حقوق العباد ہوں تو ان کے ادا کرنے کے بند بست

میں لگا جائے یا اہل حقوق سے معاف کرے کیونکہ بدون اس کے کہ ان سے سبکدوشی حاصل

۱۷ اور اللہ تعالیٰ کو کچھ مشکل نہیں ۱۷ وہ عمل جو باقیہ وغیرہ سے کئے جاتے ہیں اور ان کا کرنا ضروری

ہے جیسے نماز روزہ وغیرہ اور باقیہ پر نگاہ کاں وغیرہ سے جو گناہ ہوتے ہیں انکا چھوڑنا بھی اس میں داخل

ہے ۱۷ اس میں باطنی گناہ مثلاً تکبر صدر یا وغیرہ کا ترک بھی شامل ہے ۱۷

کرنے کی کوشش کرے اگر عمر بھی ریاضت و مجاہدہ کرے گا ہرگز مقصود و حقیقی تک رسائی نصیب نہ ہوگی اور توبہ کے ساتھ آئندہ کیلئے بھی قوی عزم رکھے کہ اللہ و رسول کی اطاعت میں کونفوس کو کتنی ہی ناگواری ہو اور گو مال یا جان کا کتنا ہی بڑا ضرر ہو اور گو کوئی بیہوشانی و نیوی مصلحت کسی ہی فوت ہوتی ہو اور گو خلق کتنا ہی ملامت کرے سب برداشت کریں گے اور اللہ و رسول کی اطاعت کو ہاتھ سے نہ دیں گے اگر اتنی ہمت نہیں تو وہ طالب حق نہیں ہے کیونکہ طالب کی توبہ شان ہوتی ہے ۵

لے دل آں بہ کہ خراب ازے گلگون باشی	بے ز رو کج بصد حشمت قارون باشی
در رہ منزل لبے کہ خطر با ست بجان	شرط اول قدم آست کہ جنون باشی

جب توبہ و عزم دونوں ٹھیک ہو گئے تو علم دین بقدر ضرورت حاصل کرے جیسا ہدایت دل میں اُس کا طریقہ بیان کیا گیا پھر شیخ کامل کی تلاش میں لگے جس کی پہچان آگے آتی ہے۔

ہدایت سوم شیخ کامل وہ ہے جس میں یہ علائمان ہوں (۱) بقدر ضرورت علم دین رکھتا ہو (۲) عقائد و اعمال و اخلاق میں شرع کا پابند ہو (۳) دنیا کی حرص نہ رکھتا ہو کمال کا دعویٰ نہ کرتا ہو کہ یہ بھی شعبہ دنیا ہے (۴) کسی شخص کامل کی صحبت میں چندے رہا ہو (۵) اس زمانہ کے منصف علماء و مشائخ اسکو اچھا سمجھتے ہوں (۶) بہ نسبت عوام کے خواص یعنی نیم دیندار لوگ اسکی طرف زیادہ مائل ہوں۔ (۷) اُس سے جو لوگ بیعتیں آ رہیں اکثر کی مخالفت باعتبار اتباع شرع و قلت حرص دنیا کے اچھی ہو۔ (۸) وہ شیخ تعلیم و تلقین میں اپنے مریدوں کے حال پر شفقت رکھتا ہو اور انکی کوئی بُری بات سننے یا دیکھنے تو اُن کو روک ٹوک کرتا ہو یہ نہ ہو کہ ہر ایک کو اس کی مرضی پر چھوڑ دے۔ (۹) اسکی صحبت میں چند بار بیٹھنے سے دنیا کی محبت میں کمی اور حق تعالیٰ کی محبت میں ترقی محسوس ہوتی ہو۔ (۱۰) فو بھی وہ ذاکر و شاعر ہو کہ بدون عمل یا عنبر عمل تعلیم میں

سے ترجمہ لے دل یہ بہتر ہے کہ شراب محبت پی کر بخود ہو جائے اور بے روپے پیسے کے قارون کے برابر میر ہو کر رہے اور محبوب ڈراستہ میں جس میں جان کے بڑے بڑے خطرے میں بسیم قدم رکھنے کی سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ تودیلونہ ہو جائے ۱۲

برکت نہیں ہوتی جس شخص میں یہ علامات ہوں پھر یہ نہ دیکھے کہ اس سے کوئی کرامت
 بھی صادر ہوتی ہے یا نہیں یا اسکو کشف بھی ہوتا ہے یا نہیں یا یہ جو رعا کرتا ہے قبول
 ہو جاتی ہے یا نہیں یا یہ صاحب تصرفات ہے یا نہیں کیونکہ یہ امور لوازم مشیخت یا ولایت
 میں سے نہیں اسلیطرح یہ نہ دیکھے کہ اسکی توجہ سے لوگ مرغانہ عمل کی طرح تیرپینے لگتے ہیں
 یا نہیں کیونکہ یہ بھی لوازم ہزرتی سے نہیں اصل میں یہ ایک نفسانی تصرف ہے جو شوق سے
 بڑھ جاتا ہے غیر متقی بلکہ غیر مسلم بھی کر سکتا ہے اور اس سے چنداں نفع بھی نہیں کیونکہ سکا
 اثر کو بقا نہیں ہوتا صرف مرید غیبی کیلئے جو ذکر سے اسید امتاثر ہوتا ہو چند روز تک شیخ کو
 اس عمل کر نیسے اس میں ایک گونہ تاثیر و ایاز فعال قبول آتا روز یکبارہ ہو جاتا ہے یہ نہیں کہ
 خواہ مخواہ لوٹ پوٹ ہی ہو جاوے۔

ہدایت چہارم جب شیخ کامل یا سیر ہو جائے اور اس سے بیعت کا ارادہ
 کرے تو اول یہ سمجھ لے کہ بیعت سے غرض کیا ہے کیونکہ اس میں لوگوں کی مختلف غرضیں
 ہوتی ہیں بعضے تو عاصی کشف و کرامت بنانا چاہتے ہیں سو ہدایت اس موسم میں ابھی گذر
 چکا ہے کہ کشف و کرامت شیخ میں ہونا ضروری نہیں تو بیچارہ مرید تو اس کی کیا ہوس کرے
 بعضے یہ سمجھتے ہیں کہ سلسلے میں داخل ہو نیسے پیر بخش کے ذمہ دار ہو جاویں گئے قیامت
 میں دوزخ میں نہ جانے دیں گے خواہ کیسے ہی عمل کرتے ہوں یہ بھی محض غلط ہے خود جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کو فرمایا ہے انقضی نفساک من النار
 بعضے یہ جانتے ہیں کہ یہ صاحب ایک نظر میں کامل کر دیں گے ہونہ محنت پڑے گی نہ بھج
 کے ترک کا قصد کرنا پڑے گا اگر اس طریق سے کام نہ لیا تو ضعیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کچھ
 بھی نہ کرنا پڑتا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کون کامل النظر ہوگا کہ میں بطور
 خرق عادت ایسا بھی ہو گیا ہے لیکن خوارق میں دوام اور لزوم نہیں ہونا اور پھر کھڑے
 پر رہنا بڑی غلطی کی بات ہے بعضے یہ چاہتے ہیں کہ خوب جوکشن و خردش و شور و غش
 دستی پیدا ہو خوب شہسور سے لگا یا کریں گناہ آپ سے آپ چھوٹ جاویں خواہ غش

شہسور سے لگا یا کریں گناہ آپ سے آپ چھوٹ جاویں خواہ غش

ہی سلف جاوے نیک کاموں میں ارادہ ہی نہ کرنا پڑے آپ سے آپ ہو جائیں
 وسادس و خطرات سب فنا ہو جائیں بس ایک عالمِ تحریمت کا ربا کرے یہ خیال پہلے سو
 وسوسے ۱۲، خطبے ۱۲، منشا ناہ ۱۲، عالمِ تحریمت کا ربا کرے یہ خیال پہلے سو
 سب خیالوں سے پاکیزہ سمجھا جاتا ہے لیکن بانٹا اس کا بھی ناواقف ہی ہے یہ امور مجملہ کیفیات
 و احوال کے ہیں جو اختیار سے خارج ہیں اور گونچھو دیں مگر مقصود نہیں غور کر نیسے معلوم
 جوا کہ ایسی خواہشوں میں نفس کا ایک نفعی کید ہوتا ہے وہ یہ کہ نفس طالبِ راحت اور لذت
 اور شہرت کا ان کیفیات میں یہ سب امور حاصل ہیں طالبِ رضا کو جس کا کہہ تھو وہ ہونا غنقر
 آتا ہے ان خواہشوں سے کیا علاقہ تو بزبانِ حال یہ کہتا ہے سے

فراق و وصل چہ باشد رضا کے دوست طلبا	کہ چہف باشد از و غمبہ او نمانائے
روز ہا گزرت گور و باک نیست	دیگر تو ہماں اے آنکہ چون تو پاک نیست
بس زبوں و سوسہ باشتی دلا	دیگر گرترب را باز دانی از بلا

پھر یہ کہ ایسا شخص دو قسم کی غرابیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے کیونکہ یہ کیفیات یا حاصل
 ہونگی یا نہ ہونگی اگر حاصل ہو گئیں تب تو بوجہ اس کے کہ یہ نفس اسیکو غارت اور بوجہ سمجھتا تھا
 اپنے کو صاحبِ کمال سمجھنے لگتا ہے اور انہی کیفیات پر ذاعت کر کے تقویٰ و طاعات سے
 بے فکر اور مستغنی ہو جاتا ہے یا کم از کم طاعات کو حقیر ضرور سمجھنے لگتا ہے اور اگر حاصل نہ ہو
 تو غم میں مرنے لگنے لگتا ہے اور جو شخص غیر اختیاراً یہ امور کا طالب ہو گا ہمیشہ بتائے غم و
 پریشانی ہے گا۔ بعض یہ سمجھتے ہیں کہ پیر صاحب کو غلیات نئے مجرم میں ضرورت کی وقت ان سے تعویذ
 گنڈے بیلیا کرتے یا پیر صاحب بڑے مقبول الدعوات ہیں مقدمات وغیرہ میں ان سے دعا کر لیا کریں گے اور
 سب کام اپنی مرضی کی موافق ہو جائیں گے گویا ساری خدائی پیر صاحب کو قبضہ میں ہو جاہم خود ان سے
 ایسی چیزیں کہیں کہ ہم بھی بابرکت ہو جاویں گے کہ ہمارے دم کر دینے یا ہاتھ پھیر دینے سے مرہین اچھے ہونے لگے
 بلکہ ایسے لوگ تمام تر زرگی کا خلاصہ انہی تملیات کو اور ان کے آثار کو سمجھتے ہیں چونکہ اس کو
 ۱۲

۱۲ یعنی جسکو تم فراق اور وصال سمجھتے ہو یہ دونوں بڑے ہیں اصل چیز اس کی رضامندی ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا کس
 کے قابل بات ہے کیغیبیں اور حالات اگر جانتے رہے تو کوئی امنوس کی بات نہیں اللہ تعالیٰ کا متعلق رہنا چاہیے جس کے
 برابر کوئی چیز پاک نہیں ہے دل تو ابھی خیالِ ذمہ داری میں مبتلا ہے اگر تو نعمت اور بلا میں فرق سمجھے ۱۲

بزرگی سے کوئی تعلق نہیں اور یہ نیت محض دنیا کی طلب ہے اسلئے بالکل فاسد و فاسد ہے
 بعضے یہ سمجھتے ہیں کہ ذکر و شغل کر نیسے یہ فائدہ ہو کہ کچھ انوار منظر آیا کرینگے یا کچھ آوازیں سنائی
 دینگیں یہ بھی محض ہوس اور ناہمی ہے کیونکہ اول تو ذکر و شغل پر ان آثار کا مرتب ہونا ضروری
 نہیں اور نہ ذکر و شغل سے یہ مقصود ہے دوسرے یہ انوار و الوان و اصوات بعض اوقات
 اسی کے دماغ کا تصور ہوتا ہے عالم غیب کے اشیاء میں سے نہیں ہوتیں تیسرے اگر بالفرض
 اسی عالم کی چیزیں منکشف ہوگیں تو اسکو کیا فائدہ کسی عالم کے منکشف ہونیسے قرب نہیں بڑھ جاتا
 قرب کیلئے نوظلمات موضوع ہیں بعض اوقات شیطین کو بلا کہ منظر آجاتے ہیں مگر وہ شیطان کے
 شیطان ہی رہتے ہیں پھر مرتبے کے بعد ظاہر ہے کہ سب کفار کو اس عالم کے بہت سے حقائق کا
 انکشاف ہو جائے گا تو جو ایمان کفار میں بھی مشتمل ہے جو اس میں کیا کمال ہو جاوے اور نہ کورہ میں
 سے صحیح عرض کوئی نہیں اس لئے ان سب کو دل سے نکال کر اصلی غرض اور مقصود سلوک کا
 رضا کے حق کو سمجھ جس کا طریق احکام شریعیہ کا بجا لانا اور ذکر پر مداومت کرنا ہے شیخ اسی کی تعلیم
 تلقین کرتا ہے اور مرید اس پر کار بند ہوتا ہے اگرچہ کوئی کیفیت معلوم نہ ہو اور نہ کوئی کمال
 اس کے زعم میں حاصل ہوتا ہے یعنی آخرت میں اس کا ثمرہ کہ رضا ہے ظاہر ہوگا اور رضا سے
 دخول جنت و تقارح اور ووزن سے نجات میسر ہوگی اور شیخ کی طرف سے اس کے تلقین
 کا وعدہ اور مرید کی طرف سے اس کے اتباع کا عہد یہی حقیقت ہے پوری شریعت ہی کی
 اور گو یہ تعلیم و عمل بدو ن بیعت متعارفانہ بھی ممکن ہے لیکن خاص طور پر بیعت کرنے میں
 طبعاً یہ خاصہ ہے کہ شیخ کو توجہ زیادہ ہو جاتی ہے اور مرید کو پاس فرمانبرداری زیادہ
 ہو جاتا ہے اور یہی حکمت ہے شیخ کی تعین اور وحدت میں بھی کہ اس سے جانین کو خصوصیت
 بڑھ جاتی ہے اور باقی ہاتھ میں ہاتھ لینا یا کوئی کپڑا وغیرہ پکڑا دینا جبکہ وہ پاس ہو یہ محض ایک
 عادت ہے یا لہجہ مستحیہ ہے اسے معاہدہ کرنے تاکہ کیلئے درمعاہدہ کے چہرہ نہیں اسی وجہ سے غائب
 کے لئے اس کی رسم نہیں اور استحسان اس کا سنت بن بھی دار ہے چنانچہ مردوں کے لئے ہاتھ
 میں ہاتھ پکڑنا منقول ہے اور کپڑا وغیرہ ہاتھ میں دینا یا لہجہ مستحیہ کے قائم مقام ہے
 سے یعنی غائب کی بیعت بغیر ہاتھ ملانے بھی ہو جاتی ہے ۱۲

ہدایت ہے پھر جب سلوک کا طریق کہ بجا آوری احکام ہے اور اس کا پتہ کہ حصول
 رضا کے حق ہے معلوم ہو گیا تو اس سے یہ بھی سمجھ میں آ گیا ہو گا کہ یہ طریق مخالف شریعت
 کے نہیں ہیں بعض چھالوں کا یہ کہنا کہ شریعت اور ہے طریقت اور ہے بایں معنی ایک دوسرے
 کے مخالف ہے باطل محض و ضلالت خالصہ ہے اور اگر کسی مستند عبادت سے اسکا ایہام و شبہ ہوتا ہو تو اس کی
 حقیقت یہ ہے کہ تغایر یعنی اور ہونے کے دو معنی ہیں ایک تعدد دوسرے مخالفت و تنافی مثلاً اسلام اور
 کفر میں تغایر بمعنی تنافی ہے یعنی ایک چیز کو قانون اسلام حرام بتلانا ہے تو قانون کفر اسکو حلال کہتا ہے اور
 بالعکس بھی مخالفت کا متعدد وہ اسلام یہ کہ باہم گراں معنی کے اعتبار سے تغایر نہیں لیکن متعدد ہیں مثلاً
 کتاب الصلوٰۃ کو مسائل اور ہیں اور کتاب الزکوٰۃ کے اور ہیں لیکن یہ نہیں کہ ایک امر کو کتاب الصلوٰۃ میں ناجائز
 لکھا ہے اور کتاب الزکوٰۃ میں جائز لکھا ہو بالعکس پس شریعت اور طریقت میں تغایر بمعنی
 تنافی کا دعویٰ و اعتقاد تو الحاد و بدعتی ہے جیسے بعض جہلا سمجھتے ہیں کہ خداں بات کو شریعت
 میں ناجائز ہے مگر فقیری میں جائز ہے لہذا اللہ منہ الذبتہ تعدد کا قائل ہونا اسوقت صحیح ہو سکتا
 ہے جب شریعت کو افعال جو ارج کیساتھ خاص کر لیا جاوے اور طریقت کو ايمان قلبی کیساتھ
 مخصوص کہا جاوے تو یہ ایک اصطلاح ہوگی اور اصطلاح میں کچھ مناقشہ نہیں اسوقت
 کمتر و ہدایہ وغیرہ کتب فقہیہ کو مسائل شریعت اور اجبار و عوارف وغیرہ کتب اخلاق و سلوک
 سلوک کو مسائل طریقت کہنا صحیح ہوگا اور ان میں باہم وہی نسبت ہوگی جو کتاب الصلوٰۃ
 اور کتاب الزکوٰۃ میں ہے سو اس طور سے تعدد کا کسی کو انکار نہیں اور اگر شریعت کو سب
 احکام کیلئے جامع کہا جاوے جیسا فقہ کی تعریف میں معرفۃ النفس بالہا و ما علیہا کہا گیا ہے
 اور طریقت کو مراد و خصوصیت کہا جاوے جسکا عام ہونا تمام احکام ظاہر و باطن کیلئے ہدایت
 اول میں گذر چکا ہے تو پھر تعدد کے قائل ہونے کی بھی گنجائش نہیں محض تفاوت عنوان ہی کا ہوگا
 اور جس شخص نے کہا ہے ع در کینز و ہدایہ نتوان یافت خدا را :
 کہند و ہدایہ بر نفس خدا میں مل سکتا ۱۲
 وہ یعنی ہے اصطلاح اول بمعنی احکام خدا را کہ متعین باصلاح باطن مستند
 خدا کو ان احکام کو خود کے اصلاح نے لئے ہیں ۱۳

۱۲ وہ کام جو باقیہ وغیرہ سے ہوتے ہیں وہ کام دل سے ہوتے ہیں ۱۳ وہ ایہ باتوں کا جاننا جس کے کرنے سے
 ثواب ہوتا ہے یا عذاب ۱۴

عقل کی حالت سے اس کی روشنی ہو سکتی ہے

ہدایت ششم۔ جب سب ہدایت چہارم و پنجم غرض اور نیت درست ہو گئی تو اب بعد بیعت کے اگر وقت اور کمہمت بیسر ہو تو چندے اس کی خدمت میں رہے اور اگر اس کی نوبت آئے تو غائبانہ ہی اس کی تعلیم پر کار بند ہو بلکہ اگر بیعت کیلئے بھی حاضر نہ ہو سکے تو غائبانہ بذریعہ خط یا کسی معتبر آدمی کے ہجرت ہو جاتی ہے طرز تعلیم ہر شیخ کا جدا ہے اس کی تفصیل اس رسالہ میں لکھنا ضرور نہیں لیکن ایک مختصر دستور العمل جو کہ غایت نافع ہو نیکی اعتبار سے میرے نزدیک عطر تصوف کہنے کے قابل ہے جو بہت سی خاک پیزی کے بعد ہاتھ آیا ہے اور اصل محرک اس سلسلے کی تحریک کا اسی کامضمون ہے عام طالبین کیلئے عموماً اپنے مشیخ کی خدمت میں پہنچنے تک کیواسطے اور اپنے دوستوں کیلئے خصوصاً ہمیشہ کیلئے عمل کرنے کے واسطے ضبط کئے دیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ انہوں نے اس کے موافق عمل کرنا عموماً ضرور نہ رہے گا پھر اگر کسی کا شیخ اسیکو منظور و جائز رکھے تب تو قصہ سہل ہو اور اگر اوراد و وظائف کا اور اشغال کے متعلق کچھ اور تجویز کرے تو اس کے موافق کرنا چاہیے البتہ اس میں جتنے امور شرعاً ضروری ہیں ان میں تغیر و تبدل کی گنجائش نہیں ہے وہ بخالہ رہیں گے پس خلاصہ اس دستور العمل کا یہ ہے کہ طالب یا عامی ہے یا عالم اور ہر ایک ان میں سے یا فکر معاش و حقوق عبادت سے فارغ ہو یا مشغول یہ گل چار قسمیں طالب کی ہوئیں۔ ایک عامی فارغ و دوسرا عامی مشغول۔ تیسرا عالم فارغ۔ چوتھا عالم مشغول۔ ان میں ہر ایک کیلئے ایک ایک دستور العمل خاص ہے پس **عامی مشغول کا خاص دستور العمل** یہ ہے کہ اول عقائد و مسائل ضروریہ سیکھے اور بہت اہتمام سے اس کا پابند رہے اور جو نئی بات اس کو پیش آوے علماء سے پوچھے اور اگر یہ اس کا عالم ہے تو وہ سب سے بہتر ہے اور اگر ممکن ہو تو تہجد اخیر شب میں پڑھے ورنہ عشاء کے بعد ہی وتر پڑھے پہلے نہیں بجائے تہجد کے پڑھے اور بعد پانچوں نمازوں کے یا جن نمازوں کے بعد حضرت ہو سبھا **اللہ سنو بار اور کالہ الا اللہ سنو بار اور اللہ اکبر سنو بار اور سوتے وقت** استغفار سنو بار پڑھا کرے اور ہر وقت اٹھتے بیٹھتے درود شریف زبان سے جاری رکھے اس میں وضو اور کسی عبادت کی قید نہیں لیکن ہر وقت تسبیح ہاتھ میں لئے نہ پھرے اور اگر قرآن پڑھا ہو اور روزانہ کسی قدر قرآن کی تلاوت بھی کر لیا کرے اور اس رسالہ کے اخیر میں

جو مردوں اور عورتوں کو نصیحتیں کبھی ہیں ان کو کبھی کبھی دیکھ لیا کریں یا سن لیا کریں اور ان پر عمل کرے اور کبھی کبھی اپنے پیر کے پاس یا اور کوئی خوش عقیدہ متقی بزرگ موجود ہو اس کم پاس جا بیٹھا کرے لیکن پیر کے پاس جانے میں اس کی پابندی نہ کرے کہ کچھ نہ کچھ لیکر ہی جا چاہیے کیونکہ یہ تکلف خلاف ہے اخلاص کے اور باقی اوقات میں بال بچوں کے لئے کسب عیال میں مشغول رہنا بھی عبادت ہے اور اگر یہ عامی عورت ہے تو ان باقی اوقات میں گھر کا کاروبار خصوص شوہر کی خدمت اس کے لئے عبادت ہے مگر یہ بدون اذن شوہر کے پیر کے یہاں نہ جاوے اور ایام حیض میں بھی وظیفوں کے وقت میں دضو کر کے وظیفے پڑھ لیا کرے بجز قرآن مجید کے کہ کھا کا پڑھنا اس حالت میں درست نہیں اور عامی فاسق کا خاص دستور العمل بھی وہی ہے جو عامی مشغول کیلئے بیان کیا گیا کرتے امور اور زائد ہیں وہ یہ کہ اگر ممکن ہو تو پیر کی خدمت میں جا پڑے لیکن اپنے کھانے پینے کا انتظام ایسے طور پر کر لے کہ کسی دوسرے پر اسکا بار نہ پڑے اور اگر کوئی انتظام و سامان ظاہری نہ ہو تو اتنا ضرور ہے کہ دوسرے کے بھروسہ پر نہ رہے یا تو کچھ محنت مزدوری کر لے اور اگر ہمت ہو تو انٹرنیٹ پر توکل کرے لٹاؤے کھالے نہ ملے صبر کرے اور اگر پیر کے پاس نہ رہ سکے تو اپنے وطن ہی میں وہے خواہ گھر میں یا کسی مسجد میں مگر جہاں تک ہو سکے خالق سے ملیجہ رہے کسی کے پاس زیادہ آمد و رفت نہ رکھے بدتک کوئی و نیابادین کی ضرورت نہ ہو مخا لطت نہ کرے اور جب کسی سے ملنا ہو تو زبان کا بہت خیال رکھے کوئی کلمہ خلاف شرع مثل غیبت وغیرہ کے منہ سے نہ نکل جاوے لیکن نماز جماعت کیسے پڑھے اور تنہائی میں جو اوقات اپنی ضروری حاجت و آرام سے بچیں اس میں خواہ قرآن کی تلاوت مع مناجات مقبول خواہ نوافل خواہ درود شریف خواہ استغفار میں مشغول رہے اور اگر کچھ خواندہ ہو تو تھوڑے وقت میں دین کی کتابیں بھی جو اردو فارسی میں ہیں کسی معتبر عالم کو دکھلا کر مطالعہ کرے لیکن جہاں شبہ رہے اپنی رائے سے مطلب نہ ٹھیرالے کسی محقق عالم سے پوچھ لے اور اگر اس وقت میں کہیں طالب علم یا اللہ اللہ کرنے والے موجود ہوں تو ان کی خدمت گزار میں اپنے وقت کا ایک بڑا حصہ ضریح کرے اس سے قلب میں برکت بھی پیدا ہوتی ہے اور خود بینی کو بھی خٹکتا رہتی ہے اور کبھی کبھی نخل روزہ بھی رکھ لیا کرے باقی دونوں قسم کے عامی کو اشغال کی تعلیم نہ

کرنا چاہیے کہ اس میں طرح طرح کے خطرات ہیں جن کا تحمل عامی سے نہیں ہوتا البتہ اگر
اس میں شوق و استعداد دیکھے تو اسم ذات تین ہزار سے چھ ہزار تک تنہائی میں بیٹھ کر
پڑھے گو بتافے مگر بدون ضرب و ہتھیار اس سے زیادہ مناسب نہیں باقی دوسرے اور ادوار
جس قدر راجی چاہے پڑھے البتہ اگر کوئی عامی صحبت علماء سے مثل علماء کے خوش فہم ہو گیا ہو وہ
اس سے مستثنیٰ ہے اور عالم مشغول کا خاص دستور العمل یہ ہے کہ اوقات فارغ
میں کوئی وقت ایسا جس میں افکار و تشویشات سے کسی قدر خالی ہو اور محدہ نہ پڑھو نہ بھوک کا تقاضا
ہو عین کر کے اس میں بارہ ہزار سے چوبیس ہزار تک جس قدر ممکن ہو فراغت میں بیٹھ کر اسم ذات
یعنی اللہ اللہ باللہ باللہ با وضو خفیف جہر و ضرب کے ساتھ قلب کو متوجہ کر کے پڑھا کریں اور تعجب کی پابندی
کریں اور کسی وقت قرآن شریف کی تلاوت اور سناجات قبول کی اصل عربی کی ایک منزل
کا التزام رکھیں اور اگر مدرس میں نہاں نہ ایک معتد بہ وقت تدریس طلبہ علم دین میں ضرور صرف
کیا کریں اور گاہ گاہ جب ضرورت دیکھی جاوے یا سامعین رغبت کریں ضروری احکام کا ملاحظہ
کے بعد یا کریں مگر وعظ میں غیر ضروری مضامین بیان نہ کریں اور بضروری مضمون ہو مگر عوام
کی طبیعت کے خلاف ہو اس کو نہ تو مبہم طور سے کہیں اور نہ خشونت و درستی سے کہیں
بلکہ نہ اسنا لیکن نرم کہیں اور وعظ پر اجرت نہ لیں نہ عوام کے زیادہ درپے ہوں نہ ان کو
سخت کہیں کہ اس سے فواہ خواہ عداوت پیدا ہوتی ہے اور اجیار العلوم وغیرہ مطالعہ میں کھیر
لیکن شیخ سے دور رہ کر شغل نہ کریں البتہ چند کے شیخ کے حضور میں اگر کام کیا ہو اور وہ
اسباب بھی بخیر کرے تو مضائقہ نہیں اور عالم فارغ کا گوبرائے چندے ہی فارغ نہ ہو
دست اقل درجہ چھ ماہ میں فاس دستور العمل یہ ہے کہ چند روز حسب ضرورت موقع بیسٹرموشج کو بہت
میں رہ کر مشغول ذکر رہیں اور ان کیلئے اذکار میں سے اس قدر کافی ہے کہ بعد تعجب کے بارہ
تسبیح پڑھیں یعنی لا اللہ الا اللہ .. ۲ بار اور لا الہ الا اللہ .. ۴ بار اور اللہ اللہ بضم ہا کے
اول و سکون ۱۰ کے ثانی ۶۰ بار اور صرف اللہ تنو بار یہ تیرہ تسبیح ہیں مگر اصطلاح میں
۱۰ کہلاتی ہیں انہیں خفیف سا جہر اور معتدل ضرب قلب کرے مگر جہر مقصود بالذات
اور حریت فی نفسہا نہیں ایسا اعتقاد کرنا بدعت اور حدیث جو وار د ہے ادعوا علی انفسکم

انکھلا تدعون اضم ولا غابا میرے نزدیک اسی اعتقاد کی بنی پر محمول ہے اور بعض
 نے جہر مضر طاکو اس کا محمل بنایا ہے جن سے دوسرے لوگ متاثر ہوں مثلاً ناخن کو کٹوش
 ہو اور امام ابو حنیفہ کے منع فرمانے کی بھی یہی توجیہات ہیں ورنہ جہر فی نفسہ جائز ہے جیسا بخاری
 میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رفع الصوت بالتکبیر کا عبارت انصاری عن الصلوٰۃ ہونا عبد نبوی صلی اللہ
 علیہ وسلم میں اور سنن میں وتر کے بعد سبحان الملك القدوس میں رفع صوت مروی ہے
 اور حکمت جہر میں یہ بھی لکھی ہے کہ اس میں وساوس و خطرات کم آتے ہیں کیونکہ اپنی آواز جو کان
 میں آتی رہتی ہے قلب آسانی سے ادھر متوجہ رہ سکتا ہے سو یہ فائدہ ضعیف جہر سے بھی حاصل
 ہے اسی طرح ضرب بھی قربت نہیں ہے اس میں ایسی ہی حکمت طیبہ ہے وہ یہ کہ حرکت
 غنیمت سے حرارت پیدا ہوتی ہے اور حرارت سے رقت اور رقت سے تازگی اور نازکتر معین
 ہوتا ہے اطاعت اور محبت میں اور وہ مقاصد میں سے ہیں پس ضرب ذریعہ مقصود ہونے
 سے مقصود بالغیر بھی آتا ہے لیکن زیادہ ضرب سے قلب میں خفقان پیدا ہونیکا ڈر ہے لہذا
 اعتدال سے تجاوز نہ کرے یہ تو اس کے متعلق تحقیق علی ہے اور ایک امر علی اس میں قابل
 تشبیہ ہے وہ یہ کہ اکثر کتب فن میں اس ذکر کے ساتھ گردن کو داہنے اور بائیں لیجانے لالنے
 کو لکھا ہے سو جان لینا چاہیے کہ پہلے لوگوں کے مزاج اور دماغ قومی تھے اس کے
 متعلق ہوتے تھے بلکہ بوجہ قوت مزاج کے وہ بدون اس کے متاثر نہ ہوتے تھے اس لئے
 ان کو اس کی ضرورت تھی اب خود ضعف غالب ہے غموڑے فعل سے قلب متاثر
 ہو سکتا ہے اس لئے ایسا نہ کیا جاوے ورنہ دماغ کے باؤف ہو جانے کا اندیشہ ہے ضرورت
 اسی قدر کافی ہے کہ لا الہ کے ساتھ سارے بدن کو ندریجا داہنی طرف ذرا حرکت دیں
 اور لا الہ کے ساتھ بائیں طرف سوائیں اور یہ بھی بعض اس لئے کہ بدن کو ایک حالت
 پر قائم رکھنے میں تکلف اور تفریق ہے اس حرکت سے قدرے سہولت ہو جاتی ہے ورنہ
 اس کی بھی حاجت نہیں اور ضرب کے وقت بھی گردن کو جھٹکا دینے کی ضرورت نہیں
 صرف مخرج پر آواز کا زور ڈال دینا کافی ہے قرب مکانی کے سبب سینہ پر اس کا اثر پہنچ
 سلہ زور زور سے اکثر کبر کا ۱۲

جاوے گا علیٰ ہذا القیاس بقیہ اذکار میں بھی ضرب تو اسی طور پر کرے اور تحریک بدن اس سے بھی کم کافی ہے یہ کلام تمام متر و وزدہ تسبیح کے متعلق تھا اس ذکر کے بعد اگر نمیند کا تقاضا ہو ذرا سو جاوے ورنہ خواہ ان اذکار میں سے کسی خاص ذکر کو اور زیادہ کر لے یا یوں ہی فارغ رہے پھر بعد نماز صبح تلاوت قرآن اور ایک منزل مناجات مقبول پڑھنے کے بعد بارہ ہزار سے چوبیس ہزار تک جس قدر سہل ہو اسم ذات خفیف جہرا اور مختل ضرب سے غلوت میں بیٹھ کر کرے اور دوپہر کو قیلو لہ کرے بعد نظر اسی طرح بارہ ہزار سے چوبیس ہزار تک جس قدر سہل ہو کے ساتھ عصر کے قبل قبل ہو جاوے اسم ذات کا ورد کرے اور عصر کے بعد اگر شیخ فارغ ہو تو مغرب تک شیخ کی خدمت میں حاضر رہے اور اگر فارغ نہ ہو یا وہاں موجود ہی نہ ہو یا اس کے قلب میں زیادہ اشتیاق نہ ہو تو جنگل باغ نہرندی وغیرہ کی سیر کو چلا جاوے اگر شیخ موجود ہو تو اس سے اجازت لیکر جاوے اور اسی وقت میں کبھی کبھی بمقار عامہ مسلمانین و عذرات اولیاء کرام پر ہو آیا کرے پھر بعد مغرب گھنٹہ آدھ گھنٹہ بعد تک چھپی ہو غلوت میں بیٹھ کر مراقبہ موت و مابعد الموت الی الحساب کا کرے کہ واقعات اس طرح ہوں گے بلکہ ان واقعات کو کمال حاضر فرض کر لے کثرت ذکر اللہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس مراقبہ سے دنیا کی نفرت پیدا ہوگی یہی حب و بغض اس کا کام بنا دینے کیلئے انشاء اللہ تعالیٰ کافی ہونگے اور بقیہ اوقات میں چلتے پھرنے اور اٹھتے بیٹھتے درود شریف پڑھنا رہے یا اور جس ذکر سے دلچسپی ہو اور پاس اشغاس کی حقیقت بھی یہی ہے کہ کوئی دم غفلت میں نہ گزرے خواہ کوئی ذکر بھی معمول کر لے مشہور معنی اس کی حقیقت نہیں بلکہ وہ بھی ایک حقیقت طریق ہے بجز اس کے طرق کے پھر اگر اس ذکر کے وقت قلب میں جمعیت و خشوع معلوم ہو اور وہ روزانہ پڑھتی جاوے اور دوسراں و خطرات میں کمی ہونے لگے اور دل لگا کر کرے تب تو میرے نزدیک اشغال کی حاجت نہیں ملازمت تقویٰ اور یہ ذکر اور یہ مراقبہ بس ہے عمر بھر اس پر مداومت رکھے آخرت میں تو ثمرہ یقینی ہے اور اصل وعدہ عطائے ثمرات کا آخرت ہی میں ہے بسکین دنیا میں بھی اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہو گا تو اسکے قلب پر علوم عجیبہ و معارف عجیبے میں مولانا کا ارشاد مذکور ہے

عجیب عجیب ۱۱ معرفت کی آیت ۱۱

۱۱ دوپہر کے سونے کو قیلو لہ کہتے ہیں ۱۱

ہ

یعنی اندر خود علوم انبیا

بے کتاب و بے معبد و اوستا

اور واردات غریبہ و مواجد مثل ذوق و شوق محبت دانس و حدیث و انکشافات اسرار کلام
 و حسن معاملہ فیما بینہ و بین اللہ اور تنبیہ علی ما یصلح للتمنیہ و اذیثا لہا فافاض ہوں گے جسکی لذت کے
 سامنے ہفت اقلیم کی سلطنت گرسہ اور یہ امور حالات کہلاتے ہیں چونکہ اول تو ہر شخص
 کو وجداً حالات پیش آتے ہیں ان کا احاطہ اور ضبط مشکل ہے دوسرے بعض حالات یا ان کے
 متعلق کچھ مجالجات از بس نازک ہیں اس لئے وہ تحریر میں نہیں آسکتے ہیں ایسے وقت شیخ کا قریب
 ہونا مناسب ہے وہی انکی تفسیر یا اگر حاجت ہونی تو معمولات میں کچھ تغیر کرتا ہے اور مجملہ فوائد
 صحبت شیخ کے ایک فائدہ یہ بھی ہے اور دوسرے اور فوائد بھی ہیں جو اس ہدایت کے ختم پر مذکور
 ہوں گے یہی علوم کشف الہی کہلاتے ہیں کشف کوئی نہ لذت میں اس کی گرد کو پہنچنا ہے قریب
 میں اس کو اسکا سا دخل ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کشف الہی میں زیادہ تھے اور حضرت خضر
 علیہ السلام کشف کوئی میں پھر ظاہر ہے کہ کس کا رتبہ اعلیٰ ہے رہا یہ کہ ان کو ان کے پاس
 کیوں بھیجا گیا سو اس میں مقصود اس امر کی تعلیم تھی کہ بولنے میں وقایف کلام کی رعایت و
 احتیاط رکھا کریں کیونکہ انہوں نے ایک سوال کے جواب میں ^{بارک باد} ^{بارک باد} ^{بارک باد} فرمایا تھا جو وقت
 میں علوم مقصودہ کے اعتبار سے صحیح بھی تھا لیکن لفظ کے اطلاق سے ایسا عام مسموم ہوتا تھا
 اس لئے یہ بات دکھلا دی کہ کشف کوئی میں حضرت خضر علیہ السلام زائد ہیں گو وہ کشف الہی
 کے برابر کمال نہ ہو مگر عموم تو معنی ہے اس لئے یہ نفی مدلول کلام بھی ہونا چاہیے تھا اور اس
 کشف الہی والیکے متعلق اگر ارشاد مشیخت و روحانی تزیینت خلق کی ہو جاوے تو وہ
 قطب الارشاد کہلاتا ہے اور کشف کوئی والے کے متعلق اگر ذنیوی تزیینت خلق کی ہو جائے
 وہ قطب التکوین کہلاتا ہے اور اگر ایک مدت تک ذکر کر نیسے قلب میں یکسوئی و خشوع

۱۱ میں تو اپنے اندر بغیر کتاب اور بغیر استاد اور بغیر تقریر آئیوالے کے ایسے علم دیکھے گا جو انبیاء علیہم السلام کو دیکھے گئے تھے ۱۲

۱۳ نئی کیفیتیں ۱۴ احکام کے مجددوں کا ہونا ۱۵ اور اس کا ہونا اور اللہ تعالیٰ کیساتھ اور اللہ تعالیٰ کا اس کو ساتھ درست ہونا

۱۶ جاننا ۱۷ اور جو غلطی اصلاح کے قابل اس سے ہو اس پر ہوشیار کر دیا جانا ۱۸ پوشیدہ چیزوں کا حال معلوم ہونا یا آئندہ ہونوالی

۱۹ چیزوں کا ہونا ۲۰ یعنی کلام میں موسیٰ علیہ السلام کے کوئی لفظ کشف کوئی کے زیادہ عالم ہو سکی تھی پر ہونا چاہیے تھا ۲۱

نہ ہو تو مناسب ہے کہ کوئی شغل بھی کر لیا جاوے اشغال بہت ہیں میرے نزدیک انفع
 اور اسهل متحد ہے اور اچھا وقت اس کا آخر شب ہے بعد بارہ شیخ کے لیکن جس نہ
 کرے آجکل اکثر اس سے قلب و دماغ دونوں ماؤف ہو جاتے ہیں صرف آنکھیں جیسے
 ہی بند کر لے اور کانوں کو انکشت شہادت سے ذرا زور سے بند کر لے اس سے کان میں
 ایک صوت لا تقف عند حد پیدا ہوگی اور غالباً یہی اس کی وجہ تشبیہ بھی ہے کیونکہ
 ان لغت ہندیہ میں لکھ لفظی کا ہے معنی سجد اس کی آواز کی طرف قلب کو متوجہ رکھے اور زبان
 سے یا قلب سے اسم ذات کا ورد رکھے تاکہ اتنا وقت غفلت میں نہ گزرے کیونکہ اس
 صوت میں مشغول ہونا ذکر نہیں کیونکہ یہ صوت نمودار اللہ تعالیٰ کی صفت تو ہے نہیں جیسا
 بعض کو دھوکہ ہو گیا ہے بلکہ عالم غیب میں سے کسی مخلوق کی بھی نہیں صرف اسی کے دماغ
 میں ہوا بند ہو کر پیدائش ہونے لگتی ہے باوجود اس کے پھر اس کی طرف مشغول کرنا صرف
 اس لئے تجویز کیا جاتا ہے کہ وہ صوت محسوس ہے اور لذیذ ہے بلکہ بعض اوقات اس کے
 اندر نہایت درباو و لغزب آوازیں پیدا ہوتی ہیں کہ شاغل کو محو کر دیتی ہیں اور محسوس و لذیذ
 چیر کی طرف متوجہ ہونے سے طبعاً دوسرے خطرات گم ہو جاتے ہیں تو اس سے ذہن کو
 عادت ہوتی ہے ایک طرف توجہ پام کرنے کی پھر شغل چھڑا کر اس توجہ کو مقصود حقیقی کی طرف
 منتقل کر دیتے ہیں جس کی طرف اولاً متوجہ ہونا بوجہ اس کے غائب عن الحواس ہونے کے
 اچیاناً محتاج تکلف تھا المحاصل اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ شغل خود ذکر نہیں التبتہ معین ذکر
 ہے جیسا گذرا اسی لئے اس کو بدعت نہیں کہہ سکتے کہ مامور بہ کا ذریعہ ہے بلکہ عزالتنا
 سنت سے بھی اس کی کچھ اصل نکل سکتی ہے چنانچہ نماز میں موضع سجود پر نگاہ رکھنا مسنون
 ہے اور اس میں حکمت یہی مخفی خواطر و جماع قلب معلوم ہوتی ہوا اللہ اعلم اور جسطرح اس آواز
 محال و بلغ ہوا اسی طرح کبھی دوسرے اشغال میں اور کبھی اذکار میں بھی مختلف الوان کے انوار
 جو نظر آنے لگتے ہیں وہ بھی اکثر صورت دماغی ہوتے ہیں چنانچہ غیر شاغل بھی اگر اسی طرح آنکھیں
 دماغ کی صورتیں ۱۱

عہ یہ اول جن میں سے کھمیا تھا پھر حقیقی سے معلوم ہوا کہ یہ لفظ اصل میں انادی ہے جس کے معنی ہندی میں قدم کے ہیں
 شغل نافو ذہ شاعلان ہند سے ان کا اعتقاد اس صوت کے متعلق قدیم ہونیکا تھا اسی نام میں تفریح ہو کر ایک مشہور ہو گیا لیکن
 یہ اعتقاد قدیم ہونیکا باطل ہے عجیب نہیں اسی وجہ سے یہ لفظ بدل دیا ہوا ۱۲

بند کر کے دیکھے تو بعض اوقات اس کو بھی مختلف رنگ نظر آیا کرتے ہیں اس سے کبھی دھوکہ نہ کھاوے اور نہ ان اشیا کی طرف کبھی تفت ہو بلکہ اگر اس سے زیادہ واقعی ناسبات کا بھی کشف ہونے لگے چنانچہ بعض اوقات بوجہ یسوی کے ایسا بھی ہو جاتا ہے تب بھی اصلاً ادھر متوجہ نہو نہ اس سے لذت حاصل کرے خواہ وہ بکثوفات ناسوت کہوں یا ملکوت کہیں میں تو غیر مقصود مطلوب بلکہ حسب ارشاد حضرت مرشد علیہ الرحمۃ حجاب حجاب نورانی اشد ہو حجاب ظلمانی سے طالب کو سب کی نفی کرنا چاہیے اور اس مضمون پر نظر رکھنا چاہیے

عشق آن شعلہ است کوچوں بر فروخت تبیغ لادرق تسل غمیر حق بر اند ماند الا اللہ و باقی جملہ رفت	ہر چیز معشوق باقی جملہ سوخت در نگر آخر کہ بعد لاچ ماند مرحبا اے عشق شکر کت سوز رفت
--	--

اور اگر شیخ کامل کوئی اور مراقبہ یا مشغل مناسب تجویز کرے اس کا اتباع کرے لیکن اشغال میں مشغل رابطہ اور تصور شیخ اور مراقبات میں مراقبہ وعدۃ الوجود بوجہ اس کو کہ اکثر خواص کو بھی مضرت ہوتا ہے مگر وہ کہہ سکا قال تعالیٰ فی الخمر والہیسر اذا کان احلاہ لیس اشہما الیکرمین نفعہما اور ان اذکار و اشغال سے جو وقت بچے اس میں کچھ نہ کچھ ذکر زبان سے توجہ قلب کیساتھ جاری رکھے خواہ درود شریف اور میرے نزدیک یہ سب سے بہتر ہے خواہ استغفار خواہ کلمہ طیبہ خواہ اور کچھ جس سے دلچسپی ہو اور ان اوقات میں صرف ذکر قلبی پر اکتفا نہ کرے کیونکہ اس میں الکثریہ دھوکہ ہو جاتا ہے کہ ذہول کی اطلاع نہیں ہر قیاس سے بڑھ کر یہ کہ ذہول کو کبھی استغراق و محویت سمجھا جاتا ہے اور جو چیزوں سے بچنے کا ہر وقت خیال رکھے ایک غفلت کا جس کا علاج ذکر ہے جیسا ابھی بیان ہوا دوسرے معصیت صغیرہ ہو یا کبیرہ قلب سے ہو یا زبان سے یا ہاتھ پاؤں آنکھوں کان سے غفلت سے قلب کی نورانیت ربا د ہو جاتی ہے اور معصیت سے علاوہ نور فوت ہونے کی نفی نسبت عند اللہ کبھی زائل ہو جاتی ہے اور یہ بڑا خسارہ ہے اور اگر چنانہ غفلت ہے یا الفس کی شرارت طبع یعنی داغ میں پیدا ہوتی ہیں ۱۲ منہ

۱۲ منہ
۱۳ منہ
۱۴ منہ
۱۵ منہ
۱۶ منہ
۱۷ منہ
۱۸ منہ
۱۹ منہ
۲۰ منہ
۲۱ منہ
۲۲ منہ
۲۳ منہ
۲۴ منہ
۲۵ منہ
۲۶ منہ
۲۷ منہ
۲۸ منہ
۲۹ منہ
۳۰ منہ
۳۱ منہ
۳۲ منہ
۳۳ منہ
۳۴ منہ
۳۵ منہ
۳۶ منہ
۳۷ منہ
۳۸ منہ
۳۹ منہ
۴۰ منہ
۴۱ منہ
۴۲ منہ
۴۳ منہ
۴۴ منہ
۴۵ منہ
۴۶ منہ
۴۷ منہ
۴۸ منہ
۴۹ منہ
۵۰ منہ
۵۱ منہ
۵۲ منہ
۵۳ منہ
۵۴ منہ
۵۵ منہ
۵۶ منہ
۵۷ منہ
۵۸ منہ
۵۹ منہ
۶۰ منہ
۶۱ منہ
۶۲ منہ
۶۳ منہ
۶۴ منہ
۶۵ منہ
۶۶ منہ
۶۷ منہ
۶۸ منہ
۶۹ منہ
۷۰ منہ
۷۱ منہ
۷۲ منہ
۷۳ منہ
۷۴ منہ
۷۵ منہ
۷۶ منہ
۷۷ منہ
۷۸ منہ
۷۹ منہ
۸۰ منہ
۸۱ منہ
۸۲ منہ
۸۳ منہ
۸۴ منہ
۸۵ منہ
۸۶ منہ
۸۷ منہ
۸۸ منہ
۸۹ منہ
۹۰ منہ
۹۱ منہ
۹۲ منہ
۹۳ منہ
۹۴ منہ
۹۵ منہ
۹۶ منہ
۹۷ منہ
۹۸ منہ
۹۹ منہ
۱۰۰ منہ

سے کوئی معصیت قوی یا فعلی سرزد ہو جاوے نور انہایت ندرت اور عاجزی سے استغفار اور
توبہ کرے یا مخصوص بعض مہاجی خصوصیت کیساتھ زیادہ مضر میں ان سرچھے کا اور زیادہ اہتمام
کے ایک ریادوسرے کتے اور اسی سے گاہ تفضا و عجب پیدا ہو جاتا ہو خواہ کمال ذنیوی پر ہو یا مالک
دینی پر میسرے زبان سے کسی غیبت یا شکایت یا کسی پڑھنے و اغتراض کرنا بلکہ اکثر فضول کام بھی
نورائیت قلب کو مضر ہوتا اور اسی لئے طالب حق کو لوگوں سے زیادہ میل جول نہ کرنا چاہیے کہ بضرورت
چوتھے محل نام مشرور میں رغبت شہوت کو کسی طرف توجہ کرنا خواہ آنکھ یا دل کے خیال سے پانچویں
بیجا یا اعتدال سے زیادہ غصہ کرنا یا بد خلقی و سختی کیساتھ کسی سے پیش آنا اسی طرح بعضی غفلت بھی
خصوصیت کیساتھ زیادہ مضر یعنی وہ غفلت جسکا سبب ذنیوی تعاقبات ہوں کیونکہ ایسی غفلت تجویز
ذکر سے بھی ختم نہیں ہوگی بار بار قلب اور کھرشش کریکار اور سنبھلا اس دستور العمل کے ایک امر یہ بھی
ہے کہ جب تک ایسے شخص کو جس کا نام ہو رہا ہو سبقتہا پر پہنچنے اور سختی کیساتھ نسبت باطنی نصیب
نہ ہو جاوے جب تک نہ تو افادہ ظاہری میں مشغول ہونہ افادہ باطنی پر اقدام کرے یعنی نہ طلب کو
پڑھائے نہ عوام میں وعظہ کے نہ مطب کرے نہ تعویذ کندہ لکھے نہ پیری مریدی کرنے لگے۔ بلکہ
زاویہ جموں میں پڑا ہوا ان رضطوطی تھی من ذاک اور علامت حصول نسبت باطنی کی
دوام میں ایک یہ کہ در اور زیادہ داشت کا ایسا ملکہ ہو جاوے کہ کسی وقت غفلت اور ذہول
نہ ہو اور اس میں زیادہ تکلف نہ کرنا پڑے دوسرے یہ کہ اطاعت حق پہنی اتباع احکام شرعیہ کی عملاً
ومعاملۃ وخلقاً و اقوالاً و افعالاً اس کو ایسی رغبت اور منہیات و مخالفات سے ایسی نفرت ہو جائے
جیسی مرغوبات و مکروبات طبعیہ کی ہوتی ہے اور حرص و دنیا کی قلب سے نکل جاوے کان خاتم
القرآن اس کی شان بجاوے البتہ کسل عارضی یا وسوسہ جس کے متہتمنا پر عمل نہ ہو اس رغبت
و نفرت کے مبنی نہیں اور یہی وجہ زیادہ داشت اور فرمانبرداری کا جو علامت ہے نسبت

سے نسبت کے لغوی معنی ہیں لگاؤ اور تعلق اور اصطلاحی معنی بندہ کا حق تعالیٰ سے خاص قسم کا تعلق یعنی اطاعت و کفر و غلب
اور حق تعالیٰ کا بندے سے خاص قسم کا تعلق یعنی قبول و رضا جیسا عاشق مطیع اور وفادار مشتوق میں ہوتا ہے اور تربیت
اسراک مطبوہہ النور یا بتہ ماہ فیقہہ کہ چہ کہ نسبت کی اصطلاحی مفہوم میں اطاعت و کفر کی قید معتبر ہے اور فاسق و کافر مطیع نہیں
ہیں اس واسطے یہ صاحب نسبت نہیں ہو سکتے اگرچہ شوق و ریاضت سے خاص قسم کی کیفیات پیدا کریں اسی طرح غافل بھی صاحب
نسبت نہیں ہو سکتا کیونکہ ذکر غالب کی بھی قید ہے ۱۲ وصی اذنی عنہ

باطنی کی حاصل ہے محبت کا اور اگر حصول نسبت کے ساتھ کچھ علوم اور اسرار بھی قلب پر وارد ہونے لگیں تو یہ شخص عارف بھی کہلاوے گا اب بعد حصول نسبت کے درس و وعظ یا تہذیب و تالیف کا مضائقہ نہیں بلکہ یہ خدمت علم و ابن افضل العبادات ہے اور اگر شیخ تعلیم و تلقین اذکار اور بیعت کرنے کی بھی اجازت دیدے تو بندگان خدا سے یہ افادہ بھی درسیج نہ کرے لیکن ہمیشہ اپنے کو خادم خلق سمجھے مخدوم نہ سمجھے اور اگر وہ اجازت نہ دے تو ہرگز ایسی جرأت نہ کرے اور نہ از خود درخواست اجازت کی کرے کہ ہوس مخص ہے ایسی رعایتی اجازت معتد بہ نہیں بلکہ بڑے ہونے سے چھوٹا رہنا بد رجا بہتر مسلم ہے البتہ حکم ہو جانے پر خلاف مناسب نہیں ورنہ سلسلہ ہی نہ چلتا لیکن مریدوں سے منتظر و متوقع حصول مال کا نہ رہے بلکہ اگر کچھ نہ را نہ بھی دیں تو بیعت کے وقت اصلاً قبول نہ کرے کہ یہ صورت معاوضہ و مبادلہ کی ہے اور دوسرے وقت اگر بطیب خاطر حال مال سلے پنی گنجائش کے موافق دیں جس سے ان پر کوئی تعجب یا بار نہ پڑے تو ایسی صورت میں ہر یہ قبول کر لینا مسنون ہے اور انکار کرنا موجب دل شکنی مسلم و ناشکر می حق تعالیٰ ہو گو وہ قلیل ہی ہو اور گو وہ مجمع میں دے جب بھی عار و ننگ نہ کرے کہ یہ شجہ تکبر کا ہو یہاں تک دستور العمل مذکور تمام ہوا اور اس دستور العمل کی عبارت اس وح سے ذرا مطول ہو گئی ہے کہ اس کے مخاطب اہل علم ہیں ان کو بد دن اس قدر تفصیل کے نہ اطمینان ہوتا نہ حظ آتا ورنہ اصل حاصل اس کا مختصر ہے جس کا ملخص اس لئے مکر رکھے دیتا ہوں کہ اس کے اجزاء تقریر مذکور میں متفرق و منتشر ہو گئے ہیں اس ملخص کی یہ فہرست ہے

تجدید تہجد کے بعد بارہ تسبیح۔ بعد نماز فجر تلاوت قرآن مجید و منزل مناجات مقبول تلاوت کے بعد اسم ذات بارہ ہزار سے چوبیس ہزار تک۔ دوپہر کا تیلوہ۔ بعد ظہر اسم ذات بشمار مذکور۔ بعد عصر حاضری خدمت شیخ یا سیر صحرا و مقابر۔ بعد مغرب مراقبہ موت۔

بقیہ اوقات میں درود شریف بلا تعداد۔ اگر حاجت ہو شغل اسخ۔ ملازمت تقویٰ نداومت ذکر۔ اجتناب معاصی و غفلت خصوص ریا و کبر و دعویٰ تفاخر و عجب و غیبت و اغتراب و فضول کلام و کثرت مخالطت خلق و رغبت و شہوت حرام و غضب و بدظنی

و تبحر و تعلقات دنیویہ اور جو امور مثل ان کے ہوں نسبت باطنی کے حصول تک و غلط و درس وغیرہ کی تقصیل بدون اجازت شیخ کے تلقین طریقت کی جرأت نہ کرنا غرض سبب ان کی اور خلاصہ طریق الی اللہ کا دوجینریں ہیں طاعت اور ذکر معصیت و طاعت نوت ہو جاتی ہے اور غفلت سے ذکر منسل ہو جاتا ہے اس لئے اپنا اصلی کام طاعت و ذکر پر دوام رکھنے کو اور معصیت و غفلت سے بچنے کو سمجھے اگر ایک مدت تک اس پر استقامت و استراحت رہے گی تو انشاء اللہ تعالیٰ محروم نہ رہے گا اور یوں فائدہ تو اول ہی سے ہونے لگتا ہے لیکن اس کی سمجھ میں نہیں آتا ایک وقت ایسا آوے گا کہ یہ بھی سمجھنے لگے گا لیکن نہ ٹھہراوے نہ جلدی کرے نہ سستی کرے نہ کمی کرے کیونکہ اس کی نہ کوئی میعاد معین نہ کوئی ذمہ دار ہو سکتا ہے البتہ اس قدر امید وار کر سکتے ہیں کہ

نادر رہے تراش و مے تراش	نادم آخر و مے فارغ مباحش
نادم آخر دے آخر بود	کہ عنایت با تو صاحب سر بود

اور اگر باوجود اس کے ابتداء میں ذرا زیادہ اور اس کے بعد کبھی کبھی شیخ کی صحبت بھی نصیب ہو جاوے تو نوٹ علیٰ نور اس کی صحبت کے فوائد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اخلاق و عادات میں اس کا اتباع کرے گا اذکار و عبادات میں نشاط اور محبت کو قوت ہوگی جو حال عزیز پیش آوے گا اس باب میں اس سے تشفی ہو جاوے گی اور بہت سے فوائد ہیں جن کا خود مشاہدہ ہوتا ہے موٹی بات ہے کہ مرین کا طبیب کے پاس ہونا اور ڈور رہنا دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے خوب کہا گیا ہے کہ

مقام امن و مٹے بغش و رفیق شفیق
گرت ندام میسر شود ز سہ توفیق

واللہ یقول الحق وھو بھاری السبیل (اندھی بات کا کہنے والا ہے اور راہ راست کا وہی دکھانا والا ہے)

اس راہ میں جو قدم رکھے اس کو آمد صیر میں لگا رہنا چاہیے مرتے دم تک ایک گھڑی بیٹھ کر نہ خزی وقت تک کوئی نہ کوئی وقت ایسا آئے گا کہ عنایت شامل ہو جاوے گی اسے اگر اطمینان کی جاگ اور شراب خالص محبت اپنی کی اور شفقت رکھنے والے پیر کی صحبت ہمیشہ کیلئے نصیب ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی توفیق ہے ۱۲

ہذا پر ہم ذکر کو چاہیے کہ جمیع اسباب مشوشہ قلب سے ہے کیونکہ جمعیت
 قلب کی بڑی دولت ہے اور یہ اسباب متعدد ہیں ایک اپنی سببے عنوانی سے صحت
 خراب کر لینا اس لئے صحت کی بہت حفاظت کرے و مارغ کی ترطبیب اور قلب کی
 تقویٰ اور رتقہ بہت ہمیشہ غذا و دوا اگر تامل ہے غذا میں نہ اتنی کمی کرے کہ ضعف و بیہوشی
 ہو جائے نہ اس قدر افراط کرے کہ ہضم میں فتور آ جاوے کہ اس سے بھی صحت خراب
 ہوتی ہے۔ جہاں کی کثرت نہ کرے کہ اس سے بھی اعضا کے یہیہ خصوص قلب و دماغ
 بے ہوش ہو جاتے ہیں جب صادق رغبت نہ ہو کھانا نہ کھاوے ایک آدھ لقمہ کی اشتیاق
 باقی رہنے پر چھوڑ دے اور جب تک طبیعت میں سخت تقاضا نہ ہو تو صحبت نہ کرے اسی طرح
 سونے میں اعتدال رکھے نہ بہت زیادہ سووے نہ کمال ہو نہ بہت کمی کرے کہ بیہوشی
 ہو جاوے و دوسرا مشوش قلب بلا ضرورت عمدہ لذیذ غذاؤں کے اہتمام میں لگا
 رہنا ہے۔ تیسرا امر یہ وقت اپنے بدن کی آراستگی اور لباس کی نفاست میں مشغول
 رہنا کہ اسی باب میں کہا گیا ہے

اعاقبت ساز و ترازی دیں بری | ایس تن آرائی و ایس تن پروری

اسے از کمال دین البتہ بالکل ہیلا کھینچا بھی نہ رہے کہ اس سے بھی قلب بکتر ہو جانا
 ہے سادہ اور صاف رہے البتہ بدون اہتمام اگر خوراک پوشاک عمدہ میسر ہو اور نفس
 میں کسی رفیہ کے پیدا ہونیکا اندیشہ نہ ہو تو خدا تعالیٰ کی نعمت ہے استعمال کرے
 شکر بحال اوے چوتھا امر مال کی حرص اور اس کے جمع کرنے کی فکر میں رہنا یا یہ
 کہ جو بوجہ ذخیرہ کو اس وقت کر کے اڑا ڈالنا کہ دونوں کا انجام تشویش قلب ہے حریص
 تو ہر وقت اسی دھن میں رہے گا اور مسرت ذخیرہ ختم ہونیکے بعد آخر پریشانی میں مبتلا ہوگا
 یا پراسے مال پر نگاہ کرے گا پانچواں امر کسی سے دوستی یا دشمنی باندھ لینا دوست تو
 اس پر چوم کرے اس کے وقت کو مشوش کریں گے اور دشمن اس کو ایذا میں پہنچا کر
 پریشانی میں ڈالیں گے اسی طرح جو امور موجب تشویش قلب ہوں اور فی مضمون

ملہ انجام اس بدن کی آرائش اور پریشانی کے پالنے ہی میں رہنے کا یہ ہوگا کہ دین رخصت ہو جاوے گا ۱۲

ضروری نہیں ان سے حتی الامکان بہت احتراز رکھے البتہ اگر کوئی تشویش بلا اس کو
 بہتساب وار تکیاب کے پیش آ جاوے یا اس نے کسی شرعی ضرورت سے کوئی نفع
 کیا نفع اور اس میں کوئی تشویش پیش آگئی مثلاً کسی سود خوار کے ہدیہ لینے سے انکار
 کیا و داس کا دشمن ہو گیا تو وہ مضر نہیں پس اس میں مضطرب نہ ہو حق تعالیٰ پر نظر و
 توکل رکھے وہ مدد فرمائیں گے اگر کچھ تکلیف بھی پہنچے تو اس کو مقتضاً حکومت
 الہیہ سمجھ کر اس پر راضی رہے وہ اس کے لئے زیادہ موجب قسرت ہے۔

ہدایت مشتمل جو امور اختیاری ہیں ان میں تو قلیل نہ ڈالے اور جو امور اختیار سے
 خارج ہیں اگر وہ مرغوب ہیں تو ان کے حصول کے درپے نہ ہو اور اگر وہ نامرغوب ہیں
 تو ان کے دفع میں تن دہی نہ کرے مثلاً نماز کے اور تلاوت یا ذکرے اندر یہ تو اختیار
 میں ہے کہ اپنے قلب کو تو تکلیف ہو جا ضرر رکھے جسکے کسی طرف میں مثلاً حق تعالیٰ کی ذات
 کا تصور کرنا یا معانی الفاظ کی طرف توجہ کرنا یا خود الفاظ کی طرف خیال رکھنا اس طرح
 کہ ہر لفظ کو مستقل ارادہ سے زبان سے ادا کرے پس اس میں تو کمی نہ کرے اور نماز کے
 اندر تلاوت کے وقت جی نہ لگنا یا لذت نہ ہونا یا وساوس و خطرات کا بھوم کرنا خواہ وہ
 کتنے ہی ناپاک ہوں یہ امر غیر اختیاری ہے اس کی فکر نہ کرے اپنا اختیاری کام گئے
 جائے اسی سے بالخاصہ ان کی اصلاح ہو جاتی ہے بالخصوص وساوس کی طرف تو اصلاً
 التفات نہ کرے نہ اس پر مغموم ہو کہ اس سے ان کو دینی ترقی ہوتی ہے پھر سخت پریشانی
 میں مبتلا ہونا پڑتا ہے اس کا عمدہ علاج یہی ہے کہ اپنے ذکر وغیرہ کی طرف توجہ پھر تازہ
 کر دے اور اس وسوسہ سے بالکل بے پروائی اختیار کر لے اس سے وہ از خود منقطع
 ہو جاتا ہے اور مثلاً طاعت اختیاری ہے اس میں صستی نہ کرے اور یہ امور خارج از
 اختیاری ہیں اچھا خواب قبول دعا و جہد و رقت وغیرہ کا طالب نہ ہو مثلاً معصیت اختیاری
 ہے اس کے پاس نہ جاوے اور یہ چیزیں غیر اختیاری ہیں بڑا خواب طبیعت کا انقباض رزق
 کی کمی ذکر میں کسی چیز کا نظر نہ آنا یا کوئی اثر محسوس نہ ہونا بیمار ہو جانا وغیرہ ان سے متعمد
 نہو یا مثلاً کسی کے ساتھ بلا قصد متعشق ہو جانا غیر اختیاری ہے اس میں کوئی معصیت و مضر
 نقصان

نہیں گونگا کیف ہے لیکن یہ امور اختیار میں ہیں اس کو دیکھنا اس سے باتیں کرنا قصد
 اس کی آواز سننا اس کے پاس آنا جانا اس کا خیال دل میں لانا اس کو سوچ سوچ کر دل
 سے لذت لینا ان سے بچنا واجب ہے اور اکثر اس نندیر سے وہ عشق بھی منضمیل ہو جاتا ہے
 اور اگر اس میں کوناہی کرے گا گنہگار ہوگا اور قلب تار یک ہو جاوے گا یا مثلاً کسی
 معصیت کی طرف بار بار طبیعت کا مائل اور راعب ہونا غیر اختیاری ہے اس کی فکر
 میں نہ پڑے البتہ معصیت اختیاری ہے اس سے بچے اس میلان پر عمل نہ کرے جو شخص
 غیر اختیاری چیزوں کی تحصیل یا دفع کی فکر میں رہتا ہے تمام عمر اس کی تشویش اور تنگی میں
 گذرتی ہے حتیٰ کہ بعض لوگوں نے ان وجوہ سے اپنے کو مردود و سچہ لیا ہے۔ پھر بعضوں
 نے تو خود کشتی کر لی ہے اور بعضوں نے ذکر و اطاعت کو چھوڑ دیا ہے غرض ایسا ان
 کا نقصان کیا جان کا بھی اصل یہ ہے کہ امور غیر اختیار یہ ہیں جو مرغوب ہیں گاہے ان کا
 حصول سالک کیلئے موجب فتنہ ہو جاتا ہے مثلاً اپنے کو صاحب کمال سمجھنے لگا عجب و
 دعویٰ یا شہرت میں مبتلا ہو گیا اور اسی طرح عدم حصول کبھی موجب نفع ہوتا ہے مثلاً
 اپنے کو ناکارہ سمجھنے لگا اور جو امور نامرغوب ہیں کبھی انکا ہونا اسکے لئے نافع ہوتا ہے مثلاً
 اس میں مشقت ہوتی ہے جو ایک قسم کا مجاہدہ ہے تنگی ہوتی ہے غم ہوتا ہے جس سے تصفیہ ہٹن
 کا ہوتا ہے ایسے ہی مواقع کیلئے ارشاد ہے **عَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰ أَنْ تُحِبُّوا
 شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ** البتہ امور مرغوبہ اگر خود حاصل ہو جاویں نعمت سمجھ کر شکر کرے جیسا
 کہ عدم حصول کو بھی ایک اعتبار سے جو مذکور ہو نعمت سمجھے اور شکر کرے خوب سمجھ لو۔
ہدایتِ انجم۔ جکل اکثر درویشوں میں بعض رسوم متعارف ہیں سو بعض تو
 محض خلاف شرع ہیں جیسو بکا طواف اور اس پر بوسہ اور اس پر غلات ڈالنا یا ان کی نذر
 ماننا یا ان سے کچھ مانگنا۔ اور بعض انضام مفاسد سے نامشروع ہو گئی ہیں جیسے عرس یا
 سماع یا قیل بچ آیت کا یا مجلس مولدہ کہ عوام ان امور کے منع یا ترک کو درویشی کے فلا
 سمجھتے ہیں انکے مفاسد کی تحقیق اور بحث مفصل احقر نے اصلاح الرسوم و حق السماع و تعلم الدین
 کے حصہ پنجم و حفظ الایمان میں لکھی ہے اور بعض امور ایسے ہیں کہ ان کو داخل بزرگی

و موجب زیادتِ قرب سمجھے تو بدعتِ قبیحہ ہے اور اگر اعتقاد میں کوئی خساد نہ ہو تب بھی محض دنیا ہے جیسے عملیات یا تزک حیوانات اور بعض امور فی نفسہ نیک ہیں اگر اس میں خساد عقیدہ نہ ہو مثلاً شجرہ پڑھنا کہ حقیقت اس کی مقبولان الہی کیساتھ توسل ہو جائے جو سنت سے ثابت ہے لیکن اگر اس میں یہ سمجھا جاوے کہ ان حضرات کے نام پڑھنے سے وہ ہمارے حال پر متوجہ رہیں گے تو محض بے سند غلط عقیدہ ہے جو حسیب آیت اللہ علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پر مبنی ہے اور مثلاً مطالعہ کتب تصوف کا اگر کوئی عالم جامع منقول و معقول اور عارفین کا صحبت یافتہ ہو اس کے لئے مضائقہ نہیں ورنہ برہم زن و دین دایمان ہے اس لئے اس قسم کی کتابیں ہرگز نہ دیکھی جاویں جیسے مثلاً مولوی رومی - دیوان حافظیاد و سرے بزرگوں کے ملفوظات و مکتوبات جن میں تحقیقاً اسرار یا ان کے مواجید و احوال ہیں بلکہ ان حضرات کی حکایات بھی نہ دیکھے یہ سب عام افہام سے خارج ہیں۔

ہدایت و حکم۔ چونکہ بعض آدمی خواہ مرد ہوں یا عورت مرید ہو کر بھی اپنی حالت اور عادت کی کچھ اصلاح نہیں کرتے اس لئے اس کے متعلق بھی کچھ کچھ ضروری امور لکھتا ہوں باقی مفصل احکام کتب دینیہ میں مذکور ہیں۔

عام مردوں کو نصیحت۔ علماء سے بکثرت ملتے رہو۔ ان سے مسائل پوچھتے ہو اگر پڑھے ہوئے ہو تو بہشتی زیور اور بہشتی گوہر یا بجائے اس کے صفائی معاملات و مباحات الحجتہ کو دیکھتے رہو اور اس پر عمل رکھو۔ لباسِ خلافت شرع مت پہنو جیسے مخمور سے نیچے پانچا سہ یا کوٹ پتلون یا ریشمی یا زردوزی کا کپڑا یا چار انگل سے چوڑی لیس وار ٹوپی یا اتنے ہی کام کا سچا کام دار جو تا۔ ڈاڑھی مست کٹاؤ نہ اس کو منڈاؤ و البتہ ایک مٹھی سے جتنی زائد ہو اس کا اختیار ہے جتنی رسمیں سنت کے خلاف ہو رہی ہیں سب کو چھوڑ دو خواہ وہ دنیا کے رنگ میں ہوں خواہ دین کے رنگ میں جیسو مولد فاتح عرس۔ شادی میں ساچھ اور برات اور مہانداری یا نام کیلئے کھانا کھانا کھلانا یا شہرت و ناموری کیلئے دینا دلانا۔ غنیفہ و خانیفہ و اسم اللہ کے کتب میں جمع ہونا یہ سب

ترک کر دو نہ اپنے گھر کر و نہ دوسرے کے یہاں شریک ہو یا عینی میں تیار رسول چاہیں
 وغیرہ شب برات کا علویا محرم کو تیسو بار منانا خود کر و نہ دوسرے کے یہاں جا کر ان کا کو
 میں شریک ہو۔ میلوں ٹھیلوں میں مت جاؤ نہ اپنے بچوں کو جانے دو اور ان کو ایسی باتوں
 کیلئے پیسے بھی مت دو جیسے کنکوا۔ آتش بازی، تصویر دار کھلونے وغیرہ۔ زبان کو غیبت
 اور گالی گلوں سے بچاؤ۔ جماعت کیساتھ پانچوں وقت کی نماز پڑھو کسی عورت یا لڑکے کی
 طرف بڑی نگاہ سے مت دیکھو۔ گانا بجانا مت صنو۔ پیر سے ہر کام کیلئے تعویذ گنڈے
 مت مانگا کرو۔ بلکہ اُس سے دین سیکھو البتہ دعا کرنے کا مضائقہ نہیں۔ ایسا مت سمجھو کہ اگر
 نذرانہ موجود نہ ہو تو پیر کے پاس کیا جاویں۔ یہ مت سمجھو کہ پیر کو سب خبر رہتی ہے ان سے
 کچھ کہنے کی کیا ضرورت ہے تصوف کی کتابیں مت دیکھو اور نہ ایسی باتیں پوچھو تقدیر
 کے مسئلہ میں کبھی گفتگو مت کرو۔ پیر نے جو بتلادیا وہ کئے جاؤ۔ رشوت اور سود مت لورہن
 کی آمدنی بھی سوو ہے اُس سے بھی بچو اور جتنے لیں دین خلاف شرع ہیں سب سے بچو
 خواب پر بدن مسئلہ پوچھے عمل مت کرو۔ اگر پیر کے پاس جاؤ اور وہ اپنے کام میں
 مشغول ہو تو اُس کے کام میں حرج مت ڈالو نہ ایسی جگہ بیٹھو کہ اُس کا دل تم کو دیکھ دیکھ
 بٹ جاوے کہیں کنارے پر بیٹھ جاؤ جب وہ فرصت پاویں سامنے جاؤ تعلیم الطالب
 منگاؤ اور دیکھو تعلیم الدین کے چار حصے پہلے بھی دیکھ لو۔ جزا الاعمال بھی دیکھ لو۔

عام غورتوں کو نصیحت۔ شرک کی باتوں کے پاس مت جاؤ۔ اولاد کے
 ہر نے یا زندہ رہنے کے لئے ٹونے ٹوٹکے مت کرو۔ فال مت کھلاؤ۔ فاتحہ نیازویوں
 کی مت کرو۔ بزرگوں کی منّت مت مانو۔ شب برات محرم عرفہ تبارک کی روتی تیز تیزی
 کی گھونگنیاں کچھ مت کرو۔ جس سے شرع میں پردہ ہو چاہے وہ پیر ہو اور چاہے او کیسی ہی
 نزدیک کا ناتہ دار ہو جیسے دیور جیٹہ خالہ بیوی یا چچا یا ماموں کا بیٹا یا بہنوئی یا نندوئی یا منا
 بولا بھائی باپ ان سب سے خود پردہ کرو خلاف شرع لباس مت پہنو جیسے کلیوں
 دار پا جاسمہ یا ایسا کرتہ جس میں بیٹ۔ بیٹہ۔ کلائی یا بازو کھلے ہوں یا ایسا باریک جس میں بدن یا سر کے
 بال جھلکتے ہوں یہ سب چھوڑ دو لانبی آسنیوں کا اور نیچا اور دیزر کپڑے کا کرتہ بناؤ اور

ایسے ہی کپڑے کا دوپٹہ ہو اور وہ میان کر کے سر پر سے مست چھٹنے دو ہاں اگر گھر میں خالی عورتیں ہوں یا اپنے ماں باپ حقیقی بھائی وغیرہ کے سوا گھر میں کوئی اور نہ ہو تو اس وقت سر کھولنا ڈر نہیں کسی کو جھانکنا کہ مست دیکھو۔ کہیں سیاہ شادی۔ موندن۔ چاہے چھٹی۔ عقیدہ۔ منگنی۔ چوتھی وغیرہ میں مست جاؤ نہ اپنے یہاں کسی کو بلاؤ کوئی کام نام کیواسطے مست کر لو کہنے اور طعنہ دینے اور غیبت سے زبان کو بچاؤ پانچوں وقت نماز اول وقت پر پڑھو اور جی لگا کر تمام تمام کر پڑھو رکوع سجدہ اچھی طرح کرو ایام سے جب پاک ہو خوب خیال رکھو کسی وقت کی نماز ایام بند ہونیکے بعد رہنا جاؤ اور اگر تمہارے پاس زیور گوڑے لچکے وغیرہ ہو تو حساب کر کے زکوٰۃ نکالو بہشتی زیور ایک کتاب ہے اس کو یا تو پڑھ لو یا سن لیا کرو اور اس پر چلا کرو۔ خداوند کی تابعداری کرو اس کا مال اس سے چھپا کر خرچ مست کرو۔ گانا کبھی مست سنو۔ اگر قرآن پڑھی ہوئی ہو تو روزانہ قرآن پڑھا کرو جو کتاب پڑھنے یا دیکھنے کے لئے مول لینا ہو پہلے کسی عالم کو دکھلا لو اگر وہ صحیح معتبر متلادیں تو خریدو ورنہ مست لو جہاں رسم رسوم کی مستحافی وغیرہ تقسیم ہوتی ہو وہاں مست جاؤ اور نہ بٹنوں میں شریک ہو

خاص ذاکر شامل لوگوں کو وصیت

اوپر کی نصیحتیں دیکھ لو ہر امر میں سنت پر عمل کرنے کا اہتمام کرو اس سے قلب میں بڑا نور ہوتا ہے اگر کسی سے کوئی بات خلاف مزاج بلیں آدے صبر و تحمل کیا کرو جلدی سے کچھ کہنے سننے مت لگو فاصکر غصہ کی حالت میں بہت سنہا کرو۔ کہیں اپنے کو صاحب کمال مست سمجھو جو بات زبان سے کہنا چاہو پہلے خوب سوچ لیا کرو جب خوب اطمینان ہو جاوے کہ اس میں کوئی خرابی نہیں اور یہ بھی متفق ہو جاوے کہ اس میں کوئی دنیوی ضرورت یا دینی منفعت ہے اس وقت زبان سے نکالو کسی بڑے آدمی کی بھی بڑائی نہ کرو نہ سنو کسی صاحب حال پر طعن مت کرو کسی مسلمان کو گو وہ خطا کار یا کمزور ہو حقیر مست سمجھو مال و جاہ کی طمع و حرص مت کرو۔ تعویذ گنڈوں کا شغل مت رکھو اس سے عوام کا جوم ہوتا ہے جہاں تک ممکن ہو ذاکرین کی جماعت میں شامل اور داخل رہو اس سے نورا اور عزم اور

شوق سب میں قوت ہوتی ہے دنیوی تعلقات مت بڑھاؤ بے ضرورت بہت سا سامان مت جمع کرو۔ حتی الامکان غلوت میں رہو بدون ضرورت و مصلحت لوگوں سے زیادہ مت ملو۔ اور جب ملنا ہو خوش خلقی سے پیش آؤ اور بعد رفع ضرورت جلدی اُن سے جدا ہو جاؤ۔ بالخصوص شناساؤ دنیا داروں سے بہت بچو۔ یا تو ابن اللہ کی صحبت و صونڈہ و یا عوام میں ناشناسا لوگوں سے ملو ان سے ضرر کم پہنچتا ہے اگر قلب پر کچھ اعمال یا علوم وارد ہوں شیخ سے اطلاع کرو۔ شیخ سے کسی خاص شغل کی درخواست مت کرو۔ شہرات ذکر کے بجز شیخ کے کسی پر ظاہر مت کرو۔ ورنہ اگر تصوف کی کتابیں دیکھنے کا شوق ہو تو تعلیم الدین کا حصہ پنجم اور کلیہ شغوی مطالعہ کر لو جبکہ تم معقول و منقول کے جامع عالم ہو سخن پروری مت کرو۔ بلکہ جب تم کو اپنی غلطی ثابت ہو جاوے فوراً اقرار کر لو ہر حالت میں اللہ تعالیٰ پر اعتماد رکھو اسی سے التجار رکھو اور استقامت کی درخواست کرو۔ والسلام خیر تام۔ تمت

الرسالة بحمدہ تعالیٰ وکان بل وھا وختہا فی الیومین الاولین من عشرۃ رمضان
الافرد سنۃ من الهجرة تسرینا نقبل من انک انت السبع العیبر

پہلے قصد سبیل از کشف حقیقت طریقت

ملا صد سلوک (۱) نہ اس میں کشف و کرامات ضروری ہے (۲) نہ قیامت میں بخشاؤ یا ذمہ داری ہے (۳) نہ دنیا کی کار براری کا وعدہ ہے کہ تعویذ کنندوں سے کام نہ بخاویں یا مقدمات دعا سے نفع ہو جایا کریں یا روزگار میں ترقی ہو یا جھاڑ پھونک سے بیماری جاتی رہے یا ہونے والی بات بتلا دی جایا کرے (۴) نہ تصرفات لازم ہیں کہ پیر کی توجہ سے مرید کی از خود اصلاح ہو جاوے اُس کو گناہ کا خیال ہی نہ آوے خود بخود و عبادت کے کام ہوتے رہیں مرید کو زیادہ ارادہ بھی نہ کرنا پڑے یا علم دین و قرآن میں ذہن و حافظہ بڑھ جاوے (۵) نہ ایسی باطنی کیفیات پیدا ہونگی کوئی میعاد ہے کہ ہر

وقت یا عبادت کے وقت لذت سے سرشار رہے عبادت میں خطرات ہی نہ آئیں
 خوب رونا آوے ایسی محویت ہو جاوے کہ اپنی پرانی خبر نہ رہے (۶) نہ ذکر و شغل میں
 انوار وغیرہ کا نظر آنا یا کسی آواز کا سنائی دینا ضرور ہے (۷) نہ عمدہ عمدہ خوابوں کا
 نظر آنا یا الہامات کا صحیح ہونا لازمی ہے بلکہ اصل مقصود حق تعالیٰ کا راضی کرنا ہے
 جس کا ذریعہ ہے شریعت کے حکموں پر پورے طور سے چلنا ان حکموں میں بعضے
 متعلق ظاہر کے ہیں جیسے نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ وغیرہ اور جیسے نکاح و طلاق و اولاد
 حقوق زوجهین و قسم و کفارہ وغیرہ اور جیسے لین دین و بیرونی مقدمات و شہادت
 و وصیت و تسمیہ ترکہ وغیرہ اور جیسے سلام و کلام و طعام و منام و قعود و قیام و مہمانی و مہمانی
 وغیرہ ان مسائل کو علم فقہ کہتے ہیں اور بعضے متعلق باطن کے ہیں جیسے خدا سے محبت رکھنا
 خدا سے ڈرنا خدا کو یاد رکھنا دنیائے محبت کم ہونا خدا کی مشیت پر راضی رہنا جزا حاصل کرنا
 عبادت میں دل کا حاضر رکھنا دین کے کاموں کو اخلاص سے کرنا کسی کو حقیر نہ سمجھنا خود
 پسندی نہ ہونا غصہ کو ضبط کرنا وغیرہ ان اخلاق کو سلوک کہتے ہیں اور مثل حکام ظاہری
 ان احکام باطنی پر عمل کرنا بھی فرض واجب ہے نیز ان باطنی خرابیوں سے اکثر ظاہری
 اعمال میں بھی خرابی آجاتی ہے جیسے قلت محبت حق سے نماز میں سستی ہوگی یا جلدی جلدی
 بلا تعدیل ان کا نماز پڑھ لی یا بخل سے زکوٰۃ اور حج کی ہمت نہ ہوئی یا کبر و غائبہ و غضب سے
 کسی پر ظلم ہو گیا حقوق تلف ہو گئے و مثل ذلک اور اگر ان ظاہری اعمال میں احتیاط کی بھی
 جاوے تب بھی جہتک نفس کی اصلاح نہیں ہوتی وہ احتیاط چند روز سے زیادہ نہیں
 چلتی پس نفس کی اصلاح ان دو سبب سے ضروری ٹھیری لیکن باطنی یہ خرابیاں ذرا سمجھ
 میں کم آتی ہیں اور جو سمجھ میں آتی ہیں انکی درستی کا طریقہ کم معلوم ہوتا ہے نفس کی کشاکشی
 سے اُس پر عمل مشکل ہوتا ہے ان ضرورتوں سے پیرکامل کو تجویز کیا جاتا ہے کہ وہ ان باتوں کو
 سمجھ کر آگاہ کرتا ہے اور ان کا علاج و تدبیر بھی بتلاتا ہے اور نفس کے اندر درستی کی استعداد
 اور ان معالجات میں سہولت اور تداہیر میں قوت پیدا ہونیکے لئے کچھ اذکار و اشغال

کی بھی تعلیم کرتا ہے اور خود ذکر اپنی ذات میں بھی عبادت ہے پس سالک کو دو کام کرنے پڑتے ہیں ایک ضروری کے احکام شرعیہ ظاہری و باطنی کی پابندی اور دوسرے کثرت ذکر ہے اس پابندی احکام سے خدا تعالیٰ کی رضا اور قرب اور کثرت ذکر سے زیادت رضا و قرب حاصل ہوتا ہے یہ ہے خلاصہ سلوک کے طریق اور مقصود کا :

حقوق طریقت

طریقہ میں داخل ہو کر جو کام کرنا پڑینگے (۱) بہشتی زیور کے گیارہ حصے اول سے آخر تک ایک ایک حرف کرنے کے پڑھنے یا سننے پڑینگے (۲) اپنی سب حالتیں بہشتی زیور کے موافق رکھنا پڑینگے (۳) جو کام کرنا ہو اور اس کا بازنہ ناجائز ہو نامعلوم نہ ہو کر نیسے پہلے علماء اہل حق سے پوچھنا پڑے گا اور ان کے بتلانے کے موافق عمل کرنا ہوگا (۴) نماز پانچوں وقت جماعت سے پڑھنا ہوگی البتہ اگر کوئی عذر شرعی ہو تو جماعت معاف ہے اور اگر بلا عذر غفلت سے رہ جاوے نہ امت کے ساتھ استغفار کرنا چاہیے (۵) اگر مال بقدر زکوٰۃ ہو تو زکوٰۃ دینا ہوگی۔ مسائل اس کے بہشتی زیور میں ملیں کہ اسی طرح کھیت اور باغ کی پیداوار میں دسواں بیسواں حصہ دینا ہوگا اس کے مسائل زبانی معلوم کر لئے جاویں (۶) اگر حج کی گنجائش ہو تو حج کرنا پڑے گا اسی طرح گنجائش کی صورت میں عید کو صدقہ نظر اور بقر عید کو قربانی ضروری ہوگی (۷) اپنی بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنے ہوں گے ان کا یہ بھی دینی حق ہے کہ ان کو ہمیشہ شرع کے احکام بتلاتے رہے اور ان طریقہ اس کا پڑھے ہوؤں کے لئے یہ ہے کہ شب و روز میں تھوڑا سا کوئی وقت مقرر کر کے بہشتی زیور اول سے آخر تک اپنے گھر والوں کو پڑھکر سنا دیں اور سمجھا دیں اور جب وہ ختم ہو جاوے پھر شروع کر دیں جب تک ان کو مسائل خوب پختہ یا نہ ہو جاویں سنانے نہیں اور ان پڑھا ایسا کریں کہ جو بات دین کی کسی عالم سے سنا کریں اس کو یاد کر کے گھر سے یہ حقوق سب مسلمانوں کے ذمہ واجب ہیں گو کسی سے بیعت ہوئی نہ ہو مگر اللہ عزوجل کے لئے کیا عہدوں حصہ نہیں ہے ۱۲ حصہ بخیرورتوں کے لئے جماعت نہیں ہے ۱۲

بنانا یا رکھنا یا تڑاہ شوق گنتے پالنا۔ یا کنگوے و آفتبازی یا کبوتر بازی و مرغ بازی وغیرہ کا شغل کرنا یا پھول کو اجازت اور پیسے دینا کا ناسننا باجے سے یا بے باجہ اسی میں گروٹوں بھی داخل ہے عرسوں میں جانا بزرگوں کی منت ماننا۔ فاتحہ نیا زکیا رکھوں وغیرہ متعارف طور پر کرنا و آج کے موافق مولد شریف کرنا تبرکات کی زیارت کیلئے عرس کا سا انتظام کرنا یا اس وقت مردوں عورتوں کا غلط یا سا منا ہو جانا شنب بارات کا حلوا یا کانا یا محرم کو تہوار منانا یا رمضان میں ختم قرآن شیرینی ضرور کر کے بانٹنا یا ٹوٹے ٹوٹے کرنا یا سیتلا وغیرہ کو ماننا یا قال وغیرہ کھلوانا کسی نجومی یا سید سے کوئی بات پوچھنا وغیرت کرنا چٹنی کھانا تھوڑا لینا نجارت میں دعا کرنا۔ بلا اضطراب ناچار نوکری کرنا یا جانور نوکری میں کام خراب کرنا عورت کا خاوند کے سامنے زباند رازی کرنا یا اس کا بلا اجازت خرچ کرنا یا بلا اجازت کہیں جانا اور ہاتھوں کا مردوں پر قرآن پڑھکر یا ترواج میں قرآن سنا کر کچھ لینا یا مولویوں کو وعظ پر یا مسکہ بتلانے پر اجرت لینا یا بحث و مباحثہ میں پڑنا یا اور ویش وضع لوگوں کو پیری مریدی کی ہوس کرنا یا تعویذ گڈوں کا مشغلہ رکھنا یہ ہے فہرست مختصر کرنے نہ کرنے کے کا موٹی اور تفصیل احقر کے رسالوں میں بقدر ضرورت ملے گی۔ فقط

فائدہ از ضمیا القلوب مصنف شیخ العرب و اجم حضرت حاجی شاہ امداد اللہ صاحب

و نیز سالک را باید کہ بر او امر شریعت استحکام دارد و از ممنوعات او بہ پہرہ و تقوی و پہرہ کارگاہی
را شمار خود سازد و در ہر حال اعمال سنت را نگاہ دارد و از منہیات و مشتبہات احتراز نماید و اگر
گناہ بظہر آمدہ باشد زود توبہ کند و با استغفار و اعمال نیک تدارک آن نماید و بوقت دیگر نہ
ارد و نماز پنجگاہ نہ را با جماعت و مسجد ادا نماید و اوقات خود را بعد از افاض و واجبات
و سنن در شغل باطن گذارد و ہر زیادتی نوازل و او را نہ پروازد و بلکہ مشغولی باطن را فرض
دائمی داند و گاہے غافل نشود چوں ذوق و لذت بدان یا بد شکر الہی سجا آورد و اندر بسیار شمارد
و ہر عمل را برائے رضای خدا تعالی کند و از کشف و کمات لذت نہ گیرد بلکہ بیزار باشد و
در حالت بسط شاکر باشد و وعدہ و شریعہ در آن حال نگاہ دارد و چوں قنقین شود دل تنگ

و مایوس نگردد و در کار باشد و در جمیع عبادات خود را مهمتر داشته و در احوال خود را مقصود داند و احوال باطن را با جاهل ظاهر نکند و سخن تقصوف بر ملا نکند و با غیر محرم هم نگوید و با محرم در گوشه گوید و اوقات خود را ضبط دارد و از تلویح طبع دور باشد و از دنیا و مافیها من کل الوجوه بدل تارک باشد و الاذکار را اشغال هزار ساله بکار نیاید دل آینه است از تابش غیر الله نگاه دارد از طلب جاه و مزینه که گمراهی است پناه جوید و وقت را غنیمت شمارد از عفتت بر بادند بد که فائت را قضا نشود و در راه قدم مروانده و غم نشاومی این و آن را یکسو نهد که این حجاب است و از صحبت ناچسب خلاف شرع و منکر فقرا و مبتدیان بگریزد و از درویش خلاف شرع که موافق سنت رسول الله صلی الله علیه و سلم نباشد دور ماند اگرچه از و کرامات و خرق عادات بظهور آید و با آسمان پرودا ز مردمان بقدر ضرورت اختلاط کند و بهر نیک و بد بکشاده پیشانی آید و بمرودمان بجز و انکار معامله نکند قیسی پستی را شعار خود سازد و اعتراض بر کسی نکند و سخن ملا کم و نرم گوید و سکوت خلوت را دوست دارد و بجا طر جمع در کار خود سرگرم باشد و نشویش را بدل بدهد و همه امور که پیش آید از حق داند و مدام پاسبان دل باشد تا خطره غیر نیاید و نفع رسانی را در امور دینی بر خود لازم داند و در هر کار اول نیت خالص کند بعد از آن بعمل آرد و در خورد و نوش از اعتدال نه رود نه چندان زیاده که کسل آرد نه آن قدر کم که بسبب ضعف از عبادت باز ماند علی بن اقیاس در هر امر از افراط و تفریط پرهیزد و اگر نفس را تقیه چرب دهی از و کاره هم گیری و بهتر است که قوت از کسب سازد و اگر توکل کند هم زیبا است و لائق باشد بشرطیکه از کس طمع نه دارد و دل را از تعلق غیر الله پاک دارد و از هیچکس امید و ترس بجز حق تعالی ندارد و بپاسوی اش نگردد و در طلب حق بے آرام و بے راحت و مضطرب ماند هر جا که باشد با خدا باشد و بپیش و کم نعمت آتی شکر نماید و از فقر و فاقه تنگدستی و قلت معیشت دل تنگ نشود بلکه فخر و عزت خود در آن داشته بکار آرد و این منصب انبیاء و اولیاء است که مرا عنایت فرموده اند و با متعلقان خود در رفیق و تاملت و مهربانی معامله کند و از نافرمانی شان در گذرد و وعذر آنها بپذیرد و از غیبت مردمان اجتناب نماید و عیب مردم پپوشد و عیب خود را در نظر دارد و وجهه مسلمانان را از خود و افضل داند و با کس

بخت و جدال نکند اگرچہ حق بجانب او باشد و ہمان نوازی و مسافر پروری را پیشہ
خود سازد و بصحبت غریبا و مساکین راغب باشد و در خدمت علماء و صالحی عزت و حرمت
خود داند و آنچه بیشتر آید بمصرش صرف نماید تا زیان نہ رسد و تعلق دل بیچ چیز ندارد و جو دو
عدم را برابر زند و لباس فقر اراد و ست دارد و ہر قدر کہ طعام و لباس میسر آید قانع بر آن
باشد و ایشانرا پیشہ خود سازد و گرسنگی و تشنگی را کہ طعام اللہ است خوب دارد و کم خندد و لب بیا
گرید و از عذاب الہی و بے نیازی او ترسناں و لرزناں باشد و موت را کہ بیخ کن ماسوا را
اہست ہر وقت پیش نظر دارد از دوزخ کہ جائے فراق است پناہ جوید و پناہت را کہ
مقام وصال است بطلید و محاسبہ را بر خود لازم گیرد و محاسبہ روز بعد مغرب و محاسبہ شب
بعد صبح کند و محاسبہ آن را گویند کہ حساب کند کہ در شب و روز از من چند نیکی و چند بدی بظہور آید
بر نیکی شکر نماید و بر بدی توبہ و استغفار کند و صدق مقال و اکل حلال را شعرا خود سازد
و در مجالس ہزل باہو و غیرہ و غیرہ مشروع حاضر نہ شود و از رسوم جہل برہیزد و دوستی و دشمنی
و خشم و خوشنودی برائے خدا بود و کوتاہ دست و کوتاہ طبع باشد شرمگین و کم گو و کم رنج
و صلاح جو و بسیار طاعت و نیکو کار و نیکو رفتار و باوقار و بردبار باشد و بس این است
نشان نکو خونی و او صاف پسندیدہ و نیز ہر کہ این حاصل نماید باید کہ غرہ نشود و بر خود گمان
نیکو نہ برد فقط و نیز از زیارت مزارات اولیاء ہمشائخ مشرف بودہ باشد و بوقت فراغ
خاطر بر مزار آنہا نشستہ بجانب روحانیت او شان توجہ نماید و حقیقت آن را بصورت
مہند خود تصور نمودہ فیضیاب شود و برکت گیرد و گاہ گاہ بر مزارات عوام اہل اسلام رفت
موت خود را یاد کند و از ذلت او شان را ثواب رساند و ادب حکم مرشد خود را بجاسے ادب
و حکم خداے تعالیٰ در رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دانند کہ نائب او شان است۔

البحر فی الشقب

رسالہ الہیم فی السم در طریق سلوک

یہ ایک خط کا جواب ہے جس میں ایسا وظیفہ یا طریقہ پوچھا گیا تھا جس سے طاعات میں
ترقی اور مواصی سے اجتناب میسر ہو اس کا جواب حسب ذیل دیا گیا طاعت اور معصیت

دونوں امراضیاری ہیں جن میں وظیفہ کو کچھ دخل نہیں رہا طریقیہ سوسطریقیہ امور اختیار یہ کابجہ استعمال اختیار کے اور کچھ بھی نہیں ہاں سہولت اختیار کے لئے ضرورت ہے مجاہدہ کی جس کی حقیقت ہے مخالفت (یعنی مقاومت) نفس اس کو ہمیشہ عمل میں لانے سے تدریج سہولت حاصل ہو جاتی ہے میں نے تمام فن لکھ دیا۔

نوٹ۔ آگے شیخ کے دو کام رہ جاتے ہیں ایک بعض امراض نفسانیہ کی تشخیص دوسرے بعض طریقہ مجاہدہ کی تجویز جو کہ ان امراض کا علاج ہے۔

رسالة الطم فی السم در ماہیت اصلاح

جو ایک صاحب کو بغور خط لکھا گیا تھا (غیر اختیاری کے درپے نہ ہونا اختیاری میں ہمت کرنا اس میں جو کوتاہی ہو جو ادے اُس پر استغفار اور ادس کا تدارک اور توفیق کی دعا کرنا یہی اصلاح ہے فقط۔

بعض آداب شیخ از رسالہ آداب شیخ و المرید

شرط (۱) شیخ کے لئے یہ شرط ہے کہ مرید کو آزاد نہ چھوڑے کہ جہاں چاہے جا بلکہ جب گھر سے نکلے تو اجازت لیکر نکلے اور جس کام کے لئے جائے شیخ کی اجازت سے جائے۔

شرط (۲) شیخ کی شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ مرید کو ہر نفس پر جو اُس سے صادر ہو تہنہ اور زبرد تو بیخ کرے اور اس میں عفو و مسامحت کو راہ نہ دے اور اگر عفو ہے کام لیا تو اُسے مقام (شیخوخت) کا حق ادا نہ کیا جس پر وہ قائم ہے بلکہ وہ ایک بادشاہ ہے جو اپنی رعیت سے خیانت کرتا ہے اور اپنے رب کی حرمت و عظمت پر قائم نہیں۔

شرط (۳) منجملہ شرائط شیخ کے ایک یہ بھی ہے کہ مرید سے عہد لے کہ وہ شیخ سے کوئی خطرہ قلبی یا حال باطنی پوشیدہ نہ رکھے گا اور جبکہ طبیب جڑی بوٹیوں کی صورت و خواص سے واقف نہ ہو اور ترکیب ادویہ کو نہ جانتا ہو تو وہ مریض کے لئے ہلک ہے اس لئے خواص کا علم بغیر صورت پہچاننے کے کافی نہیں دیکھئے اگر کوئی دوا فروش (عطار) مریض کا دشمن ہو

عبد الحامد السبیلی

علم شوق سے از اعلام ہوا خذہ ہے

اور اُس کو ہلاک کرنا چاہتا ہو طیب اُس کے لئے حسب تجویز و اطلب کرے مگر وہ دوا کی صورت و حقیقت کو پہچانتا نہیں اگر اس وقت عطار اُس کو کوئی ایسی چیز دیدے جس سے مریض ہلاک ہو جائے اور طیب بوجہ ناواقفیت کے وہی دوا مریض کو بلا دے اور مریض ہلاک ہو جائے تو اُس کا گناہ عطار اور طیب دونوں کی گردن پر ہو گا کیونکہ طیب کا فرض تھا کہ وہ کوئی ایسی چیز نہ پلائے جس کی حقیقت و صورت کو نہ جانتا ہو ایسے ہی شیخ جبکہ صاحب ذوق نہوا اور طریق کو محض کتب تصوف دیکھ کر یا لوگوں سے سُننا کر حاصل کیا اور وجاہت و ریاست کے لئے مریضوں کی اصلاح و تربیت کرنے بیٹھ گیا تو وہ مرید کے لئے مہلک ہے اس لئے کہ وہ طالب سالک کے مصدر و مورد اور تغیر حالات کو نہیں سمجھتا اس لئے ضروری ہے کہ شیخ کو انبیاء علیہم السلام کا دین اور اطباء کی تدبیر اور بادشاہوں کی سیاست حاصل ہو اُس وقت اُس کو اُستاد کہا جاسکتا ہے اور شیخ پر واجب ہے کہ کسی مرید کو بغیر امتحان و آزمائش کے قبول نہ کرے شرط (۴) اور شیخ کے شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ مرید کے سانس اور حرکت کا محاسبہ کرے اور جتنا اُس کو مطیع و متبع دیکھے اس پر اس معاملہ میں تنگی کرے کیونکہ یہ راستہ ہی شدت کا ہے اس میں نرمی کو دخل نہیں کیونکہ خصتیں تو عوام کے لئے ہیں اس لئے کہ وہ تو صرف اس پر فضاحت کرتے ہیں کہ ان پر اسلام و ایمان کا نام آجائے اور صرف ان چیزوں کو ادا کرتے رہیں جو اللہ تعالیٰ نے انہیں فرض کی ہیں اور جو شخص اعلیٰ درجہ کو اور عوام کے مرتبہ سے زیادتی کو طلب کرتا ہے اسکے لئے ضروری ہے کہ اسکے حاصل کرنے میں سختیاں برداشت کرے شرط (۵) اور شیخ کے شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ شیخ خوخت (پیری) کی جگہ پر اُس وقت تک نہ بیٹھے جب تک اُس کو کوئی شیخ (پیر) اس جگہ پر نہ خود بٹھائے یا بحق تبارک تعالیٰ خود اُس پر لہام فرماویں اور اُس کے ساتھ حق تعالیٰ کا یہی معاملہ ہو کہ بلا واسطہ شیخ تربیت کی جاتی ہو۔ شرط (۶) منجملہ شرائط شیخ ایک یہ بھی ہے کہ جب کسی مسلک میں کلام کرے اور اُس کے مقابلہ میں کوئی جھگڑا کرنے والا اظہر ہو جائے تو اپنے کلام کو قطع کرے اور جب تم کسی شیخ کو دیکھو کہ وہ مرید کو آزاد چھوڑے ہوئے ہے اور مرید اسکے مقابلہ (یعنی مخاطبہ) میں اولہ شرعیہ یا عقلیہ کے استدلال کرتا ہے اور شیخ اُس کو زبردستی نہیں کرتا تو سمجھ لو کہ وہ تربیت میں خباثت

عہ
چیزیں زمانہ
کے طالبین کی
حالت تباہ تو
فرائض کی سخت
تو پوری چھوڑ دیندے
سختی ہی کرنا
نہیں کرتے اس
میں بھی شیخ کا کلام
کو جان سمجھیں
جس کی وجہ سے
برہان مانے
فرائض کو سخت
ظاہری سلطان
اسلام ہر اور
ان میں جو صرف
صوت کے درجہ
میں غصہ ہے
عہ حضرت
دانت کا جو
انسانوں کا
میں غصہ ہے
ہر گز نہ
شیخ کو سخت

۱۰۰

کر رہا ہے اور شیخ کے لئے اولیٰ یہ ہے کہ جب وہ کسی مرید کو دیکھے کہ وہ نظریات میں اپنی عقل کا استعمال کرتا ہے اور شیخ نے جو کچھ اُس کو بتلایا ہے اس میں شیخ کی رائے کی طرف رجوع نہیں کرتا تو چاہیے کہ اُس کو اپنی مجلس باخافہ و تقاہ سے نکال دے اس لئے کہ وہ دوسرے مریدوں کو بھی خراب کر دے گا اور خود کوئی فلاح نہ پائے گا اس لئے کہ مریدین تو عرسل اللہ ہیں یعنی دہنوں اور حوروں کی طرح اپنے نیچوں میں مقصور ہیں ہر منظر و مجلس سے اپنی نظر بچانے والے ہیں سو اس منظر کے جس کی طرف انکا شیخ اُن کو لیجا رہا ہے اور شیخ کے ذمہ واجب ہے کہ جب یہ سمجھے کہ کسی مرید کے قلب میں سے اس کی حُرمت اور بُرائی نکل گئی تو اُس کو اپنی سیاست کے ذریعہ اپنے گھر سے نکال دے کیونکہ وہ سب سے بڑا دشمن ہے جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے

واحد وصل یقلک الف مرة

تو دوست سے ہزار مرتبہ ڈرو

احد رعد و لك مرة

اپنے دشمن سے ایک مرتبہ ڈرو

اس لئے بسا اوقات دوست منقلب ہو کر دشمن بن جاتا ہے تو وہ نقصان پہنچانیکے راستے زیادہ جانتا ہے اور ایسے شخص کے لئے ظواہر شریعت اور عام طریق عبادت کا اشتغال واجب ہے اور ایسے مرید کے درمیان اور اپنے تمام متعلقین اولاد و اعزہ کے درمیان دروازہ آمد و رفت و میل و ملاقات بند رکھے کیونکہ مرید کے لئے کوئی چیز اُس شخص کی صحبت سے زیادہ ضرر نہیں جو اس طریق کا قائل یا پابند نہ ہو (جیسا کہ یہ بدر کرہ مرید ہو گیا)

شرط (۷) اور شیخ کے آداب لازمہ میں سے یہ بھی ہے کہ جب مرید اُس سے کوئی ایسا خواب بیان کرے یا کوئی کشف و مشاہدہ جو پیش آیا ہو ظاہر کرے تو اُس کی حقیقت اس کے سامنے ہرگز ظاہر نہ کرے لیکن اُس کو ایسے اعمال بتلا دے جس سے اُس کی مضرت و حجاب دفع ہو جاوے (یہ اُس وقت ہے جبکہ خواب کشف کسی امر مضر کے متعلق ہو) یا اسکو اُس سے اعلیٰ حال کی طرف متوجہ کر دے (اور یہ اُس وقت ہے جبکہ خواب اور کشف سے کوئی امر مفید ثابت ہو) اور غرض اس کی یہ ہے کہ مرید کو اپنے اس حال سے بڑائی پیدا نہ ہو جائے نیز تاکہ تفتیش کیفیات کی اُس کو عادت نہ ہو جاوے جو کہ مضر طریق ہے) اور جب شیخ مرید کے خواب یا کشف وغیرہ (کی حقیقت) پر کلام کرے تو اُس کے حق میں بُرائی کرے گا کیونکہ مرید کے

قلب سے اسی قدر شیخ کی حرمت کم ہو جائے گی جس قدر اُس سے کلام میں بے تکلفی کر لیا اور جس قدر حرمت کم ہوگی اُسی قدر اُس کے اتباع سے انکار پیدا ہوگا اور جب اتباع اور اخذ تربیت سے انکار پیدا ہوگا تو عمل بھی جاتا رہے گا اور جب عمل نہ رہے گا (حق تعالیٰ اور اُس کے درمیان) حجاب حاصل ہو کر مردود ہو جائے گا اور طریق سے نکل جائے گا پھر اُس کی مثال سکتے کی سی ہو جائے گی ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے اس سے عافیت طلب کرتے ہیں۔ اللہم آمین۔

شرط (۸) اور شیخ کی شرائط و آداب میں سے یہ بھی ہے کہ مرید کو کسی کے پاس نہ بیٹھنے دے سوائے اُن برادرانِ طریقت کے جو اُسکے ساتھ اس کام میں اسی شیخ کے زیرِ حکم جمع ہیں (اور اُس کو ہدایت کرے کہ نہ وہ کسی سے ملنے جائے اور نہ اُس کے پاس کوئی ملنے کے لئے آئے اور کسی سے اچھا یا بُرا کلام نہ کرے اور جو کچھ اُس کو حال پیش آئے یا کرامت ظاہر ہو تو اپنے برادرانِ طریقت میں بھی کسی سے بیان نہ کرے اور اگر شیخ مرید کو ان افعال میں سے کسی فعل کے کرنے پر آزاد چھوڑ دے تو اُس کے حق میں جُرانی کرتا ہے شرط (۹) شیخ کے لوازم میں سے یہ بھی ہے کہ اپنے ہر مرید کے لئے ایک گوشہ تنہائی مقرر کر دے جو اُس کے لئے مخصوص ہو دوسرا کوئی اُس میں نہ جاسکے اور شیخ کو چاہیے کہ مریدین کو آپس میں بھی اپنی مجلس کے علاوہ جمع نہ ہونے دے اور جو شیخ اس میں مسامت کرے وہ مریدین کے حق میں بُرا کرتا ہے۔

بِسْمِ آدَابِ آدَابِ الْمَعَاشِرَةِ

ادب رجب کسی کے انتظار میں بیٹھنا ہو ایسے موقع پر اور اس طور سے مت بیٹھو کہ اس شخص کو معلوم ہو جائے کہ تم اس کا انتظار کر رہے ہو اس سے خواہ مخواہ اس کا دل مشوش ہو جاتا ہے اور اس کی بیکسوئی میں ضلل پڑتا ہے بلکہ اُس سے دور اور نگاہ سے پوشیدہ ہو کر بیٹھو۔

ادب (۲) بعض آدمی صاف بات نہیں کہتے تکلف کے کنایات کے استعمال کو ادب

- سمجھتے ہیں۔ اس لئے بعض اوقات مخاطب نہیں سمجھتا یا غلط سمجھتا ہے جس سے فی الحال یا فی المآل پریشانی ہوتی ہے بات بہت واضح کہنا چاہیے۔
- ادب (۳)۔ بعض آدمی بلا ضرورت دوسرے شخص کی پشت کے پیچھے بیٹھ جاتے ہیں اس سے دل الجھتا ہے۔
- ادب (۴)۔ بعض اوقات بعض خدمت دوسرے سے لینا پسند نہیں ہوتا۔ سو ایسی خدمت پر اصرار نہ کرنا چاہیے کہ خود مخدوم کو تکلیف ہوتی ہے اور یہ بات اس مخدوم کی صریح ممانعت یا قرآن سے معلوم ہو جاتی ہے۔
- ادب (۵)۔ مشغول آدمی کے پاس بیٹھ کر اس کو دست نکو کہ اس سے دل بٹتا ہے اور دل پر بوجھ معلوم ہوتا ہے بلکہ خود اس کی طرف متوجہ ہو کر بھی مت بیٹھو۔
- ادب (۶)۔ کسی کا خط جس کے تم مکتوب الیہ نہ ہو مت دیکھو نہ حاضرانہ جیسے بعض آدمی لکھتے ہیں دیکھتے جاتے ہیں اور نہ غالبانہ۔
- ادب (۷)۔ ہدیہ کے آداب میں یہ ہے کہ اگر کچھ درخواست کرنی ہو تو ہدیہ نہ دے اس میں ہمدی الیہ کو یا تو مجبور ہونا پڑتا ہے یا ذلیل۔
- ادب (۸)۔ خواہ مخواہ بیٹھ کے پیچھے بیٹھنا سخت باوجود معلوم ہوتا ہے تعظیم کے لئے ہر نشست و برخاست کے موقع پر اکثر باوجود ضرورت اٹھنے سے مانع ہوتا ہے نہیں چاہیے۔
- ادب (۹)۔ وظیفہ پڑھنے وقت خاص طور سے قریب بیٹھ کر انتظار کرنا قلب کو متعلق کر کے وظیفہ کو مختل کرتا ہے البتہ اپنی جگہ بیٹھا ہے تو کچھ حرج نہیں۔
- ادب (۱۰)۔ بات ہمیشہ صاف اور بے تکلف کہہ دے تکلف کی تمہارا زہرہ نہ کرے۔
- ادب (۱۱)۔ کوئی اپنا بزرگ کسی کام کی فرمائش کرے تو اس کو انجام دے کر اطلاع بھی دینا چاہیے تاکہ اس بزرگ کو انتظار سے انتشار نہ ہو۔
- ادب (۱۲)۔ اگر کسی سے ملنے جاؤ تو وہاں اتنا مت بیٹھو یا اس سے اتنی دیر باتیں مت کرو کہ وہ تنگ ہو جاوے یا اس کے کسی کام میں حرج ہونے لگے۔
- ادب (۱۳)۔ جب تم سے کوئی کسی کام کو کہے تو اس کو سن کر ہاں یا نہیں ضرور

زبان سے کچھ کہہ دیا کہ وہ کہنے والے کا دل ایک طرف ہو جاوے نہیں تو ایسا نہ ہو کہ کہنے والا تو سمجھے کہ اس نے سن لیا ہے اور تم نے سنا نہ ہو یا وہ سمجھے کہ تم یہ کام کرو گے اور تم کو کرنا منظور نہ ہو تو ناحق دوسرا آدمی بھروسہ میں رہا۔

ادب (۱۴)۔ کسی کے گھر میں مہمان جاؤ تو اُس سے کسی چیز کی فرمائش مت کرو بعضی دفعہ چیز ہوتی ہے بے حقیقت مگر وقت کی بات ہے گھر والا اُس کو پوری نہیں کر سکتا ناحق اس کو شرمندگی ہوگی۔

ادب (۱۵)۔ جہاں اور آدمی بیٹھے ہوں وہاں بیٹھ کر تھو کو مت۔ ناک مت صاف کرو اگر ضرورت ہو تو ایک کنارے جا کر فراغت کراؤ۔

ادب (۱۶)۔ کھانا کھانے میں ایسی چیزوں کا نام مت لو جس سے سُننے والوں کو گھن پیدا ہو۔ بعضے نازک مزاجوں کو بہت تکلیف ہوتی ہے۔

ادب (۱۷)۔ بیمار کے سامنے یا اُس کے گھر والوں کے سامنے ایسی باتیں مت کرو جس سے زندگی کی ناامیدی پائی جائے ناحق دل ٹوٹے گا۔ بلکہ نسلی کی باتیں کرو کہ انشا اللہ تقالے سب دکھ جاتا رہے گا۔

ادب (۱۸)۔ اگر کسی کی پوشیدہ بات کرنی ہو ورنہ بھی اُس جگہ موجود ہو تو آنکھ سے یا ہاتھ سے ادھر اشارہ مت کرو ناحق اُس کو شبہ ہوگا اور یہ جب ہے کہ اس بات کا کرنا شرع سے درست بھی ہو اور اگر درست نہ ہو تو ایسی بات ہی کرنا گناہ ہے۔

ادب (۱۹)۔ بدن اور کپڑے میں بدبو پیدا ہونے نہ دو اگر دھوبی کے گھر کے دُھلے ہوئے کپڑے نہ ہوں تو بدن ہی کے کپڑوں کو دھو ڈالو۔

ادب (۲۰)۔ آدمیوں کے بیٹھے ہوئے جھاڑو مت دلو۔

ادب (۲۱)۔ مہمان کو چاہیے کہ اگر پیٹ بھر جاوے تو تھوڑا سا لیں۔ روٹی دسترخوان میں ضرور چھوڑ دے تاکہ گھر والوں کو یہ شبہ نہ ہو کہ مہمان کو کھانا کم ہو گیا اس سے وہ شرمندہ ہوتے ہیں۔

ادب (۲۲)۔ راہ میں چار پائی یا بیڑھی یا اور کوئی رتن اینٹ پتھر وغیرہ مت ڈالو۔

ادب (۲۳)۔ بچوں کو ہنسی میں اچھا لومت اور کسی گھر کی وغیرہ سے مت لٹکاؤ سنا پد گر پڑیں۔

ادب (۲۴)۔ پردہ کی جگہ کسی کے چھوڑا بچھنسی ہو تو اُس سے مت پوچھو کہ کہاں ہے۔

ادب (۲۵)۔ گتھلی۔ چھدا کا کسی آدمی کے اوپر سے مت پھینکو۔

ادب (۲۶)۔ کسی کو کوئی چیز ہاتھ میں دینا ہو تو دوسرے سے مت پھینکو کہ وہ ہاتھ میں لے لیگا۔

ادب (۲۷)۔ جس سے بے تکلفی نہ ہو اس سے ملاقات کے وقت اسکے گھر کا حال مت پوچھو۔

ادب (۲۸)۔ کسی کے غم یا پریشانی یا دکھ بہماری کی کوئی خبر سنو تو قبل پختہ تحقیق نہ کسی سے نہ کہو خصوصاً اُس کے عزیزوں سے۔

ادب (۲۹)۔ دسترخوان پر سالن کی ضرورت ہو تو کھانے والے کے سامنے سے برتن مت اٹھاؤ دوسرے برتن میں لے آؤ۔

ادب (۳۰)۔ لڑکوں کے سامنے کوئی بے شرمی کی بات مت کہو۔

ادب (۳۱)۔ جس شخص کی نسبت تمکو قرآن سے متیقن یا مضمون ہو کہ تمہارے کہنے کو ہرگز نہ ٹالے گا تو اُس سے کسی ایسی چیز کی فرمائش نہ کرو جو شرعاً واجب نہیں۔

ادب (۳۲)۔ اگر کسی شخص پر قسدا ناخوش ہو تو نا پڑے یا اتفاقاً ایسا ہو جاوے تو دوسرے وقت اُس کا دل خوش کر دو اگر تمہیں واقعی زیادتی ہو گئی ہے تو بے تکلف اس سے معذرت کر کے اپنی زیادتی کی معافی مانگ لو ہا مت کرو قیامت میں وہ اور تم برابر ہو گے۔

رسالہ ہذا نیز دیگر تالیفات حکیم الامتہ محی السنۃ حضرت مولانا مولیٰ قاری حاجی
حافظ شاہ محمد رشیدی علی صاحبہما مدظلہما۔ پتہ ذیل سے مل سکتی ہیں۔

محمد عثمان تاجر کتب مالک کتب خانہ اشرفیہ پیر جامع مسجد دہلی

